



**MUSTASHRIQIN AUR HADITH KE FAN
UNNISVIN SADI KE
AWAKHER AUR BISVIN SADI KE AWAIL TAK**

**DISSERTATION
SUBMITTED IN PARTIAL FULFILMENT OF THE REQUIREMENTS
FOR THE AWARD OF THE DEGREE OF**

Master of Philosophy

**IN
Sunni Theology**

**BY
MOHAMMAD SALEEM QASMI**

**Under the Supervision of
DR. ZAINUSSAJEDIN SIDDIQI
Reader in Sunni Theology**

**DEPTMENT OF SUNNI THEOLOGY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH (INDIA)**

1990



مستشرقین اور حدیث کا فن

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل تک

مقالہ

برائے ایم فل ڈگری

ذیہانگشیانی

ڈاکٹر زین الساجدین صدیقی

ریڈر

شعبہ دینیات (سنی)

پیش کردہ

محمد سلیم قاسمی

ریسرچ اسکالر

شعبہ دینیات (سنی)

شعبہ دینیات (سنی)

علی گڑھ

یونیورسٹی

مسلم

علی گڑھ

۱۹۹۰ء

DS. 1572



فہرست مَضامین

۱۰ — ۱

.....

مقدمہ

باب اول —

۱۱	مستشرق کیر معنی
۱۱	تاریخی سے منظر
۱۴	صلیبی جنگین
۱۵	تحریک استشرق کا ارتقاء
۱۶	مستشرقین اور حدیث
۱۷	گولڈ زیہر
۱۷	جوزف شاخ

باب دوم —

۲۲	حدیث کی اہمیت
۲۶	حدیث کی لغوی اور اصطلاحی تعریف
۲۶	سنت
۲۷	فن اسماء الرجال
۲۸	حدیث کی اصطلاحات
۳۰	اصول د رایت
۳۳	حدیث ، لا تکتبوا عنی غیر القرآن

باب سوم —

۳۶	ابتداء اسلام میں تعلیمی سرگرمیاں اور مراکز
۳۷	مدینہ سے باہر تعلیمی سرگرمیاں

باب چہارم -

۳۹ پیغمبر اسلام کا انداز بیان ۴۰

۴۰ صحابہ کا شوق ۴۲

۴۲ حفظ حدیث میں صحابہ کی احتیاط

باب پنجم -

۴۵ صحائف عہد نبویؐ میں ۴۱

باب ششم -

۴۱ عہد صحابہ اور تدوین حدیث ۴۲

باب ہفتم -

۴۲ اختتام پہلی صدی سے پہلے کے جامعین حدیث

۴۲ ایک صدی ہجری کے بعد لکھنے والے تابعین

۱۲۳ کتابیات -

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

انسان کی تشکیل روح اور جسم دونوں سے ہوئی ہے اس کے مسائل بھی روح اور مادہ دونوں سے متعلق ہیں اس لئے انسان کی فلاح کا ضامن صرف وہ نظام اور ضابطہ بن سکتا ہے جس میں اس کے مادی مسائل کی تسکین کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی کامرانی اور شادمانی کا سامان بھی موجود ہو۔

انسان کے لامحدود مادی مسائل کا حل نکالنے کے لئے دانشورون، مفکرون اور سائنسدانوں کی جدوجہد کی افادیت سیرانکار نہیں کیا جاسکتا مگر اس کا دائرہ محدود ہے اور انسان کی فلاح و کامرانی کے لئے ناکافی ہے۔

فلاح انسان کے لئے مذہب کی افادیت اور اہمیت ایک مسلمہ حقیقت ہے کیونکہ مذہب ہی وہ صراط مستقیم ہے جس کا مبدا وہ ذات ہے جو نہ صرف انسان بلکہ پوری کائنات کا خالق اور مالک ہے جو یہ بھی جانتا ہے کہ اس کی مخلوق کی بھلائی اور کامرانی کس راہ اور طریقہ کار میں مضمر ہے اس لئے مذہب کی راہنمائی جو دراصل خالق کائنات کی اطاعت اور اس کے بتائے ہوئے لائحہ عمل کا دوسرا نام ہے، انسان کی روحانی تسکین اور مادی کامرانی دونوں کو پیش نظر رکھتی ہے اس مقصد کے لئے خالی کائنات نے رسولوں اور نبیوں کو بھیجا جنہوں نے انسانوں کو اس کا پیغام ہدایت بنایا اور خود بھی اس پیغام پر عمل کر کے نمونہ پیش کیا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی تھے

آپؐ نے جو پیغام دیا وہ تمام نبیوں کی تعلیمات کا جامع تھا جو روحانی اقدار

کے ساتھ مادی مفادات کا حامل تھا آپؐ نے اپنے عمل سے جو اسوہ پیش کیا وہ انسانیت کی اعلیٰ اور بہترین صفات کا عکاس تھا یہ وہ زمانہ تھا جب مشرق و مغرب میں مذہب کا زوال اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا مذہب سے روحانیت کا عنصر اور اخلاقِ حسنہ کا جوہر عاری ہو چکا تھا۔ علمبردارانِ مذاہب نے مذہب کو انسانوں کے استحصال، ظلم و بربریت اور نفسانی خواہشات کا ذریعہ بنایا تھا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب کی اصل تصویر پیش کی اور ان کے باطل مزعومات کو بیر نقاب کیا تو ان کے ایوانوں میں زلزلہ آگیا۔ انہوں نے اپنے دفاع اور باطل مزعومات کے تحفظ کے لئے کبھی تو ذاتِ اقدس پر کیچڑ اچھالی اور کبھی آپؐ کے پیغامِ حق میں نقائص نکالے لیکن ہر زمانے میں جب بھی یہ فتنے اٹھے علمائے حق نے ان کا منہ توڑ جواب دیا اور ان کی تمام کوششوں کو ناکام بنادیا۔ عہدِ جدید میں یورپ سے مستشرقین کا جو فتنہ اٹھا اس کا پس منظر بھی وہی ہے جو ہم نے سطور بالا میں بیان کیا ہے۔ مستشرقین نے علمی تحقیق کے نام سے ایک طرف آفتاب رسالت پر غبار ڈالنے کی کوشش کی دوسری طرف آپؐ کو غیر نبوی یا غیر ثقہ قرار دینے کے لئے اپنی بوری توانائی صرف کر دی۔ مستشرقین نے حدیثِ نبویؐ پر خاص طور پر اپنی توجہ مرکوز کی اور اس کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ کیونکہ وہ اپنی اس نام نہاد تحقیق کے ذریعے حدیث کی ثقاہت مشکوک بنا کر اسلامی نظامِ قانون کی عمارت کو جو اپنی جامعیت و وسعت اور حیاتِ انسانی کے تمام شعبوں میں راہنمائی کے لئے تمام نظامِ حیات کے مقابلے میں امتیازی مقام کی حامل ہے اسے کمزور کرنا چاہتے تھے۔

ہم نے اپنے اس مقالے میں ان مستشرقین کی کوششوں کا جائزہ لیا ہے جنہوں نے حدیث کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ جب ہم ان کی فہرست پر نظر ڈالتے ہیں

توان کا قائد جرمن مستشرق اجناس گولڈ زیہر (متوفی ۱۹۲۱ء) کو پاتے ہیں اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس شخص کو اس میدان میں بانی کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ میور، شاخت، گب، گیون، ڈوزی اور اسپرنجر اس میدان کے دوسرے ممتاز شہسوار ہیں جنہوں نے حدیث کی ثقافت صحت اور اس کا اسلامی قانون کا ماخذ بننے کی صلاحیت کو مشکوک بنا کر اس کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کی۔

گولڈ زیہر نے "MOHAMMEDANISCHE STUDIEN" کے نام سے ۱۸۹۰ء میں ایک کتاب لکھی اس نے اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حدیثیں لکھنے کا زمانہ دوسری صدی ہجری ہے۔ اگرچہ گولڈ زیہر نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ نبیؐ کے زمانے میں بعض صحائف کا وجود تھا لیکن اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے شکوک و شبہات پیدا کر کے ان صحائف کے وجود کو مشتبہ بنا دیا۔

میور نے انیسویں صدی کے اواخر میں ایک کتاب "LIFE OF MOHAMMAD" لکھی جس میں دیگر اسلامی موضوعات کے علاوہ حدیث کو بھی نشانہ تنقید بنایا اور اس نے گولڈ زیہر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حدیث کی تدوین یا اس کے لکھنے کی ابتدا دوسری صدی ہجری قرار دی اور ^{دہرمانے ہے} احادیث کو ایسے نئے مسائل حل کرنے کے لئے وضع کیا گیا جو قرآن میں نہ تھے۔ دوسرے لفظوں میں، حدیثیں قرآن کا تکملہ ہیں جن کی تدوین ضرورت کے تحت بعد میں عمل میں آئی۔

جوزف شاخت کا اصل میدان اسلامی فقہ ہے انہوں نے اس عنوان کے تحت دو

کتابیں تصنیف کیں۔

INTRODUCTION TO ISLAMIC LAW

(۱)

THE ORIGIN OF MOHAMMEDAN JURISPRUDENCE

(۲)

ان کتابوں میں حدیث کے سلسلے میں انہوں نے یہ باطل نظریہ پیش کیا ہے کہ ساری احادیث جعلی ہیں اور حدیث سازی کا کام اکثر و بیشتر امام شافعی کے زمانے میں ہوا ہے، ان میں سے شاید ہی کوئی ایسی حدیث ہو جو قابل اعتبار سمجھی جاسکے۔ سند کے متعلق ان کی رائے یہ ہے کہ یہ سب جھوٹی اور جعلی ہیں۔ وہ سنت کو اس وقت کی رسم و رواج (LIVING TRADITION) قرار دیتے ہیں۔

گیوم نے حدیث کو موضوع بحث بناتے ہوئے ایک کتاب ”THE TRADITION OF ISLAM“ لکھی جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حدیثیں سب جعلی اور گھڑی ہوئی ہوئی ہیں اور ان کے گھڑنے اور لکھنے کا زمانہ دوسری صدی ہجری کے درمیان یا آخری زمانہ ہے۔ دوسرے مستشرقین نے بھی اسی طرح کے نظریات کا اظہار کیا ہے۔ ان سب کا حاصل یہ ہے۔

۱۔ تمام حدیثیں جعلی ہیں ان کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

۲۔ یہ حدیثیں دراصل اس زمانے کے رسم و رواج تھے جن کا تدوین فقہ کے وقت اس کا معتبر ماخذ بنانے کے لئے حدیث کا نام رکھ دیا گیا۔

۳۔ احادیث دوسری صدی ہجری میں لکھی گئیں۔

۴۔ احادیث کی طرح ان کے اسناد بھی من گھڑت ہیں اور ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

مستشرقین کے اعتراضات اور ان کے اسلام سے عناد اور تعصب کی قلعی کھولنے کے لئے اور ان کی تحقیق کی حقیقت اور متصد کو آشکارہ کرنے کے لئے علمائے اسلام نے متعدد تحقیقی کتابیں اور مضامین لکھے ہیں جن میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔

نجیب العقیقی عہد حاضر کے ممتاز اہم قلم ہیں جو مصر کے رہنے والے ہیں

انہوں نے "المستشرقون" کے نام سے تین جلدوں میں ایسا کتاب لکھی جو ۱۹۶۴ء میں مصر سے شائع ہوئی یہ دراصل مستشرقین اور استشرقات کی تاریخ اور اس کا تعارف ہے۔ مگر ان کے اعتراضات کے جوابات دینے سے گریز کیا گیا ہے۔

زکریا ہاشم زکریا بھی مصری مصنف ہیں ان کی کتاب "المستشرقون والاسلام"

۱۹۶۵ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔ انہوں نے اپنی کتاب میں کچھ اہم عنوانات

پر مستشرقین کے لکھے ہوئے مضامین کا تعارف کرانے کے بعد ان پر علمی انداز میں

تبصرہ کیا ہے۔ انہوں نے جن مضامین سے بحث کی ہے ان میں خانہ اور پر یہ قابل

ذکر ہیں۔ استعمال اور قرآن، اسلام اور مستشرقین، الحجر الاسود، المعراج،

الرسول والمستشرقون، تعداد ازواج، زوجات النبیؐ، اور توفاسلمی۔

ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی تصنیف "السنہ و مکانتها فی التشریح الاسلامی"

بھی اس سلسلے میں اہم کتاب ہے جس میں انہوں نے مستشرقین کا تاریخی پس منظر،

مستشرقین کے مقاصد، ان کی تصنیفات اور ان کا معیار تحقیق جیسے عناوین سے بحث

کی ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب کی کتاب "STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE" عہد جدید

میں حدیث کے موضوع پر ایک اہم علمی اور تحقیقی کتاب ہے جس میں مستشرقین کے اعتراضات

اور تنقید کا مثبت جواب دیا گیا ہے۔ اسلام کے ابتدائی عہد میں تعلیمی سرگرمیاں،

تدوین حدیث، ابتدائی دور کے صحیفے اور نسخے، حدیث کی روایت، اسناد اور

حجیت، حدیث وغیرہ پر بڑے جامع اور قانع بحث کی ہے۔

اس سلسلے میں "امام اوزاعی اور ان کی فقہ" بھی اہم تحقیق ہے۔

پروفیسر علی کرم مسلم یونیورسٹی نے استاذی محترم قبلہ جناب ڈاکٹر زین الساجدین

مدینی، ریڈر شعبہ سنی دینیات مسلم یونیورسٹی، کو بی ایڈ کی ڈگری دی ہے۔

اس تحقیقی مقالے میں ، جو زیرِ طبع ہے ، فقہ اوزاعی کی تدوین و تحقیق کے بعد اس کے ماخذ کی نشاندہی کرتے ہوئے شاخت اور دوسرے مستشرقین کے اس اعتراض کا جواب دیا گیا کہ فقہ اسلامی کے بانی امام اوزاعی تھے اور ان کی فقہ کا ماخذ قانون روما تھا جس کی تعلیم انھوں نے شام میں حاصل کی تھی جو قانون روما کا مرکز تھا ، اس مقالے میں ثابت کیا گیا کہ امام اوزاعی کے فقہ کا ماخذ قرآن و حدیث ہی تھے۔ علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبیؐ اور مولانا سید سلیمان ندوی کے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ میں اس موضوع پر مقالات کی اہمیت اور علمی و تحقیقی حیثیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

دارالمصنفین اعظم گڑھ نے ۱۹۸۳ء میں اسلام اور مستشرقین کے موضوع پر ایک بین الاقوامی سیمینار کا اہتمام کیا تھا جس میں اہم علما اور محققین نے حصہ لیا تھا۔ اس سیمینار میں جو مضامین پڑھے گئے ان کو سید صباح الدین عبد الرحمن نے ”اسلام اور مستشرقین“ کے نام سے شائع کر دیا ہے۔

حدیث کی اسناد اور متن کی حجت و ثقاہت اور اسلامی قانون سازی میں اس کی حیثیت اور اہمیت کی شہادت اول تو خود حدیث اور اصول حدیث کی کتابیں ہیں جن میں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ سند اور متن پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ امام بخاری نے اپنی ”الجامع الصحیح“ میں اور امام مسلم نے اپنی ”الجامع الصحیح“ میں یا صراحۃً کہ دوسرے جامعین نے اپنی کتابوں میں صرف احادیث ہی جن نہیں کر دیں بلکہ ان حضرات نے جس طرح متن و سند پر نقد و بحث کی ہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے رکھ دیا ہے علمی تحقیق میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ پھر کثیر تعداد میں ان کتابوں کی شرحیں لکھی گئیں اور مذکورہ موضوع پر تفصیل کے ساتھ

بحث کی گئی ہے جن کی تفصیلات حدیث و تاریخ حدیث کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

ہم نے اپنے مقالہ ہذا میں ان مستشرقین کا جنہوں نے اپنی تنقید کا ہدف حدیث کو بنایا ہے مختصر تعارف پیش کرنے کے بعد ان کا حدیث کے سلسلے میں نقطہ نظر پیش کیا ہے اور پھر مذکورہ بالا ماخذ کی خوشہ چینی کر کے حدیث کی حقیقت، اہمیت اور حجیت و ثقاہت پر مدلل بحث کی ہے اور مثبت انداز میں مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دینے کی سعی کی ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

باب اول میں استشراق (ORIENTALISM) کی حقیقت، تاریخ اور اس کا

پس منظر بیان کرنے کے بعد ان مستشرقین کا جنہوں نے حدیث کو اپنا ہدف تنقید بنایا ہے مختصر تعارف اور ان کے حدیث کے سلسلے میں افکار و اعتراضات کو بیان کیا ہے۔

باب دوم میں حدیث کی تعریف، اہمیت اصطلاحات، روایت اور د رایت کے

اصول بیان کئے گئے ہیں۔ بعض مستشرقین نے حدیث کی کچھ اصطلاحوں سے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جیسے محدثین عام طور پر ”حد ثنا“ اور ”اخبّرنا“ اصطلاحوں کا استعمال کرتے ہیں، مستشرقین نے اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حدیثوں کی روایت صرف زبانی ہوتی تھی ورنہ وہ ”قرأنا“ کا لفظ بھی استعمال کرتے، لہذا حدیثوں کی روایت صرف زبانی ہوئی ہے، کوئی تحریری مجموعہ موجود نہ تھا۔ ہم نے اس اصطلاحوں کی تشریح کرنے کے بعد ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز حدیث نبویؐ

”لا تکتبوا عنی۔ الی اخرہ۔“ سے بھی انہوں نے اپنا مذکورہ بالا دعویٰ ثابت کیا ہے

ہم نے اس کا مدلل جواب دیا ہے۔

باب سوم ”مستشرقین کا یہ دعویٰ ہے: ”کہ اسلام کے عہد اولین میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا اس لئے ایسے افراد موجود ہی نہیں تھے جو حدیث کی

کتابت کرسکتے لہذا حد یثین عہد اولین میں نہیں لکھی گئیں ہم نے اس باب میں ان کے اس دور کی مدلل تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ عہد اولین بلکہ اسلام سے قبل بھی عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا ۔

باب چہارم میں حدیث کی زبانی روایت اور روایت کی حقیقت کے تحت صحابہ کرام کی حدیث کی روایت اور حفاظت کا طریقہ کار بیان کیا گیا ہے ۔ صحابہ کرام کی اس سلسلے میں شدید احتیاط ، شوق و ذوق اور احادیث سننے ، یاد رکھنے اور محفوظ کرنے اور دوسروں کو روایت کرنے میں پوری جدوجہد ، حدیث کی ثقافت کی نشاندہی کرتی ہے ۔

باب پنجم میں حدیث کی عہد نبویؐ میں تدوین کے تحت احادیث کے ان مجموعوں کا جائزہ لیا گیا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں تیار کیے گئے ۔ اکتے بعد پھر ان صحائف کا ذکر جو آپ کے حیات مبارکہ میں کیے گئے ۔ ان تمام مجموعوں اور صحائف میں صحیفہ مادقہ لعبد اللہ بن عمرو بن عامر ، صحیفہ عبد اللہ بن عباس ، صحیفہ انس بن مالک ، صحیفہ ابوسعید خدری ، صحیفہ جابر بن عبد اللہ اور صحیفہ عبد اللہ بن مسعود خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

باب ششم میں ہم نے ان صحائف اور مجموعوں کا جائزہ لیا ہے جن کی تدوین صحابہ کے دور میں ہوئی ۔ جن جلیل القدر صحابہ نے حدیث کی کتابت اور تدوین میں حصہ لیا ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں ۔

باب ہفتم میں ان تابعین کرام کی کاوشات کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے صحابہ کرام سے احادیث حاصل کر کے ان کی تدوین اور حفاظت کا کام کیا نیز احادیث

ن

کیرجمن و تدوین کے اس سلسلے کو برقرار رکھا جو عہد نبویؐ اور عہد صحابہ میں جاری ہوا تھا اور تدوین صحاح ستہ تک جاری رہا۔ اس عہد کا ایک امتیاز یہ ہے کہ خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے حکم سے یہ کام سرکاری طور پر شروع کیا گیا۔ اور اس حکم کی تعمیل میں امام ابن شہاب زہری نے ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔ علامہ ابن عبد البر کے (امام زہری کے لئے) اس قول سے کہ ”اول من دون العلم ابن شہاب الزہری“ سے مستشرقین نے یہ مفہوم نکالا کہ امام زہری سے قبل حدیث کی تدوین ہی نہیں ہوئی تھی اور تدوین حدیث کا کام دوسری صدی ہجری میں شروع ہوا۔ اس سلسلے میں ہم نے ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مقالہ کے ماخذ و مصادر میں صحاح ستہ کے علاوہ ابن سعد کی طبقات، بخاری کی تاریخ الکبیر، خلیف بغدادی کی تقييد العلم، تاریخ بغداد اور الکفایہ، یعقوبی کی تاریخ یعقوبی، مسند حمیدی کی مسند حمیدی، امام ذہبی کی تذکرہ الحفاظ، میزان الاعتدال، سیر اعلام النبلاء، ابن حجر کی تہذیب التہذیب، الاصابہ، شرح نخبہ الفکر، ابن عبد البر کی جامع بیان العلم، الاستیعاب، ابن حبان البستی کی مشاہیر، ابن ندیم کی فہرست، ابن قیم کی منار المنیف، ڈاکٹر حمید اللہ کی الوثائق السياسیہ اور صحیفہ ہمام، صبحی المالک کی علوم الحدیث، نجیب عقیقی کی المستشرقون خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس طرح انگریزی میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا۔

INTRODUCTION TO
GOLD ZIHER, ISLAMIC THEOLOGY AND LAW.

” MUSLIM STUDIES.

JOSEPH SCHACHT, THE ORIGIN OF MOHAMMEDAN JURISPRUDENCE.

” INTRODUCTION TO ISLAMIC LAW.

SIR WILLIAM MUIR, LIFE OF MOHAMMAD.

A. GUILLAUME, THE TRADITION OF ISLAM.

Dr. AZUBUR SIDDIQI, HADITH LITERATURE.

لیکن سب سے زیادہ استفادہ ہم نے ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب کی کتاب

STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE سے کیا ہے۔

اس مقالہ کی تیاری میں میں اپنے نگران و استاذ الجلیل مخدوم و محترم

جناب ڈاکٹر زین الساجدین صدیقی صاحب کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جن کی علمی رہنمائی اور سرپرستی میں راقم الحروف یہ تحقیقی کام انجام دے سکا جن کی مشفقانہ تڑپ کا ادھار نہ صرف اس پریر کام کی روانہ ہوتا رہا بلکہ استاذ محترم نے باوجود مصروفیات کے اپنے قیمتی اوقات میں سے خاصا وقت دیکر مقالہ کو کامیابی سے ممکن کیا اور قدم قدم پر اصلاح کی اور قیمتی مشوروں سے نوازا اور مقالہ کی تیاری میں بھرپور مدد کی۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں شعبہ دینیات کے بورڈ آف اسٹڈیز کا شکریہ

ادا نہ کروں جس نے مجھے اس عنوان پر مقالہ لکھنے کی ذمہ داری سپرد کی اور خاص طور پر صدر شعبہ محترمہ پروفیسر مسز رؤفہ اقبال کا بے حد ممنون ہوں جن کی عنایت سے مقالہ لکھنے کے مراحل آسان ہوئے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ اور مقالہ لکھنے میں ناچیز کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو اپنے فضل سے معاف فرما کر سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اتباع نصیب فرمائے (آمین)۔

واللہ یقول الحق و هو یدعی السبیل

محمد سلیم قاسمی

ریسرچ اسکالر،

شعبہ دینیات

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۰۔ فروری ۱۹۹۰ء

۴۱۹ ہادی حسن ہال،

اے ایم یو علی گڑھ

باب اول

مستشرقین

مستشرق کے معنی -

لفظ 'مستشرق' کی اصل 'استشراق' ہے جو ایک انگریزی لفظ (ORIENTALIST)

کا ہم معنی ہے۔ اہل مغرب نے یہ نام ان اسکالروں کو دیا جنہوں نے مشرقی علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت (جس میں مذہب بھی شامل ہے) کو اپنا موضوع تحقیق بنایا۔ اصل عربی میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو اس کی ترجمانی کر سکے۔ لہذا ضرورت کے تحت اس لفظ کو وضع کیا گیا۔ قدیم عربی لغات میں اس کا مادہ سرے سے مفقود ہے۔ البتہ جدید لغات میں مستشرق اور استشراق کے الفاظ بطور اسم فاعل اور مصدر کے ملتے ہیں جس کے معنی "بہ تکلف مشرقی بننا اور مستشرق کے معنی جس نے مشرقیت اختیار کی ہو"۔

اصطلاحاً "یہ لفظ ان غیر مسلم علمائے مغرب (یہودی یا عیسائی)

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو مذہب اسلام سے متعلق مشرقی علوم و فنون میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

تاریخی پس منظر -

مغرب کے اسکالروں نے اسلام کے مطالعے کا آغاز اس وقت کیا جب عربوں نے سن آٹھویں صدی عیسوی میں اسپین کی سرزمین پر قدم رکھا اور عربوں کے اسلامی تعلیمات سے معمور فلاحی اور انقلابی پیغام حیات اور ان کی علمی تحقیقات، نثری نثری تجربے اور فکری رجحانات نے یورپ کو بیدار کیا جس کے نتیجے میں مغرب میں اسلامی تہذیب و تمدن کو سمجھنے اور مسلمانوں کی سربلندیوں کا راز معلوم کرنے کا جذبہ

پیدا ہوا - اس کی ابتدا یورپ کے ان رہبانیت کے علمبرداروں سے ہوئی جنہوں نے مسلم علماء کی صحبت میں رہ کر طب، فلسفہ، ریاضیات اور دوسرے علوم و فنون سیکھے - اور اس کے بعد اسے مغرب کے دوسرے ملکوں میں پھیلانا شروع کیا - ان راہبوں میں مشہور راہب "جربرٹ" کی اور الیکا^۱ (JERBERT DE ORALICA) پطرس^۲ (PIERRE)

۱- جربرٹ کا سنہ پیدائش ۹۰۳۸ء ہے - رائمس (REIMS) روم کا باشندہ تھا - اندلس، آکر ریبول، اشبیلہ اور قرطبہ کے مدارس سے علوم حاصل کئے - اندلس سے واپس واپس آکر ایک بڑے عالم ہونے کی حیثیت سے روم کی کلیسا کا ۹۹۹ء میں اسے پادری مقرر کیا گیا - اس نے عربی کے دوسرے بھی کھولے - ایک خود روم کی دارالخلافہ میں دوسرا اپنے وطن (رائمس) میں - علم فلکیات اور ریاضیات کی بعض کتابوں کا ترجمہ بھی کیا - ۱۰۰۳ء میں اس کا انتقال ہوا - (نجیب عقیقی، المستشرقون ۱/ ۱۲۰) -

۲- پطرس ۱۰۹۴ء میں پیدا ہوئے - ان کے وطن کا تعلق فرانس سے ہے - اندلس آکر علوم حاصل کئے - یہاں سے واپس ہو کر اپنے وطن میں مسلم علماء کے خلاف کتابیں تصنیف کیں - اسلام کے علاوہ رد یہودیت پر بھی بہت کچھ لکھا، چونکہ ان کا تعلق عیسائیت سے تھا - ان کی تصنیفات میں اب تک تین کتابیں طبع بھی بھی ہو چکی ہیں (نجیب عقیقی، المستشرقون ۱/ ۱۲۳)

ایڈیلرڈ^۱ (ADELARD) گر رڈ دی کریمونا^۲ (GERARD DE CREMONA) ڈینیل آف مارلے^۳ (DANIEL OF MARLEY) (۱۱۷۰ء — ۱۱۹۰ء زمانہ شہرت) اور میخایل اسکاٹ^۴ (MICHAEL SCOT) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں نے عربی علوم سیکھنے کے لئے اراکھولے جن میں عربوں کی تصنیف کردہ کتابیں

۱۔ ایڈلرڈ ۱۰۷۰ء میں "باث" نامی شہر میں پیدا ہوئے۔ ابتدا ہی سے رہبانیت اختیار کی۔ بلاد اسلامیہ میں تور، اندلس اور صقلیہ سے علوم و فنون سیکھے۔ علم طبیعیات، فلکیات اور ریاضیات میں مہارت حاصل کی اور انگلینڈ واپس ہونے پر انہیں ہنری (جو بعد میں ہنری ثانی کے نام سے مشہور ہوا) کا معلم مقرر کیا گیا۔ ایڈلرڈ کو عربی زبان و ادب سے کافی دلچسپی تھی۔ علم فلکیات، ریاضات اور عربی ثقافت کے موضوع پر انہوں نے بہت سی کتابوں کا لاطینی زبان میں ترجمہ بھی کیا۔ ان کا سنہ وفات ۱۱۳۵ء ہے۔ (نجیب عقیقی، المستشرقون /۱)

۲۔ کریمونا کا تعلق اٹلی سے ہے۔ ۱۱۱۴ء میں پیدا ہوئے طلحط طلیطلہ سے عربی زبان و ادب سیکھا اس کے بعد انہوں نے کم از کم ستاسی کتابوں کا لاطینی زبان میں ترجمہ کیا۔ جو طب، فلسفہ، ریاضیات اور ضرب الومل (ایک علم جس میں ریت پر لکیریں بنا کر آئندہ کا احوال معلوم کرتے ہیں) جیسے مضامین پر مشتمل تھیں جو کتابیں اب بھی موجود ہیں۔ انہوں نے منطق اور فلسفہ میں الکندی اور فارابی کی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ طب میں ابن سینا، رازی، ابن واقد کی، ریاضیات میں اقلیدس، ابن موسیٰ، فرغانی اور ابن ہیثم کی اہم کتابوں کا ترجمہ کیا۔ علم فلکیات کے موضوع پر ارسطو، ثابت بن قرہ کی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ علم طبیعیات اور مکینک میں کندی، ثابت بن قرہ، ابن ہیثم، ارسطو، جالینوس، بقراط، اقلیدس اور ارشمیدس کی اہم کتابوں کا ترجمہ کیا۔ طلیطلہ میں ۱۱۸۷ء میں انتقال ہوا۔ (نجیب عقیقی، المستشرقون ۱۲۷۱-۱۲۷۲ء)

۳۔ ڈینیل کا تعلق فرانس سے ہے۔ ابتدائی تعلیم آکسفورڈ اور بیرس سے حاصل کی

مسلسل ۰۰۰۰

نصاب کے طور پر بڑھائی جاتی تھیں۔ عربی زبان اور اسلام کے مطالعے پر زور دیا جس کے نتیجے میں یورپین مالک کے طلباء تحصیل علم کے لئے اسلامی ملکوں میں آنا شروع ہوئے۔

صلیبی جنگیں۔

وہ مذہبی جنگیں اور مہمات جن میں یورپ کی عیسائی حکومتیں متحد ہو کر اسلامی مشرق وسطیٰ سے مسلسل دو سو سال (۱۰۹۶ء سے ۱۲۹۲ء تک) برسرِ پیکار رہیں۔ جن کا ظاہری مقصد مقامات مقدسہ کو مسلمانوں کے قبضے سے چھیننا تھا۔ اسی کے ساتھ سرزمین فلسطین اور اسلامی مشرقی مالک پر قبضہ کر کے یہاں کی دولت و ثروت کو اپنے تصرف میں لانا تھا۔

ان جنگوں میں اگرچہ مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی مگر ان کی حالت خستہ ہو گئی۔ دوسری طرف یورپ بوری عیسائی دنیا متحد ہو گئی جس کی وجہ سے مستقبل میں ان کو بہت فائدہ ہوا۔ اور اب یورپ کے علماء اور اہل کلیسا نے

گذشتہ سے بیوستہ۔

اور اعلیٰ تعلیم کے لئے اندلس آئے جہاں انھوں نے عالم اسلام کے بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں سے علوم سیکھے اس کے بعد ان گلیںڈ آئے جہاں وہ اپنے ساتھ بہت سی اچھی اچھی تصنیفات بھی ساتھ لائے اور ایک کتاب "الطبیعة السفلیہ والعلویہ" کے نام سے تصنیف بھی کی۔ (نجیب عقیقی، المستشرقون ۱/ ۲۵-۱۲۶)

۴۔ میخائل کا تعلق اسکاٹ لینڈ سے ہے۔ ۱۱۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آکسفورڈ سے حاصل کی۔ بلاد اسلامیہ (بولونیا اور طلیطلہ) آنے سے قبل وہ علم ریاضی میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔ یہاں آکر انھوں نے عربی اور عبرانی زبان سیکھی اس کے بعد کتابوں کی تصنیف کے کام میں لگ گئے انھوں نے اپنی سب سے پہلی اور سب سے اچھی کتاب "فلسفہ ابن سینا" کے نام سے لکھی جسے انھوں نے ۱۲۱۰ء میں پورا کیا اس کے علاوہ ارسطو کی کتاب "تاریخ الحيوان" کا دس جلدوں میں ترجمہ کیا۔ ارسطو کی اینڈ دوسری کتاب "اسماء العالم" (مع شرح ابن رشد) کا بھی مسلسل

بجائے عسکری میدان کے علمی و فکری محاذ پر مسلمانوں کو شکست دینے کا فیصلہ کیا ۔ چنانچہ انھوں نے ”استشراق“ کے نام پر عربی اور اسلامی علوم کی حفاظت کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے کا منصوبہ بنایا ۔ اسلامی عقائد و نظریات میں تشکیک پیدا کرنے اور مسلمانوں کی نئی نسل کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے اسلامی فرقوں اور ابتدائی صدیوں کے دور میں پیش آنے والے علمی و فکری مباحث پر نام نہاد تحقیق کی ۔ اسلامی نظریہ جہاد اور اسلامی ریاست میں غیر مسلم رعایا کی حیثیت کے بارے میں مضحکہ خیز معلومات اور نتائج اخذ کئے ، فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ کی صحت و اعتبار کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلائے گئے ، مسلمان علماء کی علمی و فکری کوششوں کی تحقیق کی گئی ، اسلامی تحقیق کے نام پر ایسے مراکز اور تعلیمی ادارے اور رسائل و مجلات جاری کئے گئے جن میں سارا زور شاعر اسلام کی توہین اور مسلم زعماء کی تحقیر پر صرف ہوتا رہا !

تحریک استشراق کا ارتقاء

آٹھارویں صدی میں یورپ میں صنعتی انقلاب آیا اور انیسویں صدی میں اہل مغرب کو مشرقی ممالک پر سیاسی اور ثقافتی برتری حاصل ہونے لگی جبکہ عالم اسلام اس صدی تک پچھتے پھرتے خستہ اور کمزور ہو گیا ۔ اس صورت حال سے مستشرقین نے خوب خوب فائدہ اٹھایا لیکن اس زمانے میں ان کے انداز فکر میں تبدیلی آئی اور صلیبی جنگوں کے زمانے کا کھلا ہوا معاندانہ رویہ بر بنائے مصلحت ترک کر دیا گیا لیکن اب

گذشتہ سے پیوستہ —

ترجمہ کیا ۔ اس کے علاوہ بطرورجی کی کتاب ”کتاب“ ۔ الہیڈہ ” کا ترجمہ

۱۲۱۷ء میں پورا کیا ۔ ان کتابوں کے علاوہ اور دیگر کتابیں مثلاً ارسطو ،

ابن سینا اور ابن رشد وغیرہ کی کتابوں کا ترجمہ کیا ۔ ۱۲۳۶ء میں ان کا انتقال

ہوا (نجیب عذیقی ، المستشرقون ۱/۱۲۷-۱۲۸)

۱۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (اردو) ۲۰۹/۱۲

جس نوعیت سے اسلام کا مطالعہ شروع کیا اس سے انھوں نے اسلام کی جڑیں اور بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ انھوں نے الزامات تراشنے کے بجائے اسلام کے اصل ماخذ و مصادر پر حملہ کیا اور اس میں شکوک و شبہات پیدا کر دیئے چاہے اور مزید برآں یہ کہ انھوں نے اپنی ان علمی کاوشوں کو تحقیق کا نام دیا۔

مستشرقین اور حدیث۔

حدیث نبویؐ چونکہ قرآن کریم کے بعد اسلام کا دوسرا اہم ماخذ ہے۔ نہ صرف یہ کہ اسلامی قوانین، عبادات اور دیگر تمدنی مسائل کا بڑا حصہ حدیث نبویؐ سے ماخوذ ہے بلکہ قرآن کی ہدایات اور احکام پر بھی حدیث سے بے نیاز ہو کر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے علوم اسلامیہ میں حدیث نبویؐ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستشرقین نے حدیث کی طرف خاص طور پر توجہ کی اور تحقیق کے نام پر حدیث کی صحت کو مشکوک بنانے کی کوشش کی۔ جن مستشرقین نے حدیث کے موضوع پر خامہ فرسائی کی ان کی فہرست خاصی طویل ہے مگر ان میں اہم اشخاص مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱) گولڈ زیہر (GOLDZIEHER) ۱۸۵۰ء — ۱۹۲۱ء — جرمن
- (۲) جوزف شاخت (JOSEPH SCHACHT) ۱۹۰۲ء — جرمن
- (۳) سرولیم میور (SIR WILLIAM MUIR) ۱۸۱۹ء — ۱۹۰۵ء — انگلینڈ
- (۴) گب (SIR HAMILTON A.R. GIBB) ۱۸۹۵ء — ۱۹۷۱ء — اسکندریہ
- (۵) گیوم (A. GUILLAUME) ۱۸۲۸ء — انگلینڈ
- (۶) ڈو زی (DOZY) ۱۸۲۰ء — ۱۸۸۳ء — ہالینڈ
- (۷) اسپرنجر (SPRENGER)

گولڈ زیہر -

ہنگری کے ایک شہر (SZEKESFEHERVAR) میں پیدا ہوئے - ابتدائی

تعلیم بوڈاپسٹ (BUDAPEST) یونیورسٹی سے حاصل کی اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری
لیپزک (LEIPZING) اور برلن یونیورسٹی سے حاصل کی - اسلامی مطالعہ کی غرض سے
انہوں نے مشرق وسطیٰ کا بھی سفر کیا - دسمبر ۱۸۷۳ء سے اپریل ۱۸۷۴ء تک
دمشق اور قاہرہ میں قیام کیا ۱۹۰۴ء میں بوڈاپسٹ یونیورسٹی میں ان کا بحیثیت
پروفیسر تقرر ہوا -^۱

گولڈ زیہر کو اسلامیات کے ساتھ بڑا گہرا لگاؤ تھا انہوں نے
دیگر اسلامی موضوعات کے ساتھ حدیث کا بھی مطالعہ کیا - تدوین حدیث
سے متعلق ان کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ”یہ دوسری صدی ہجری کے آغاز میں
لکھنا شروع ہوئیں“ اگرچہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ رسول اکرمؐ کے
زمانے میں بعض صحیفوں کا وجود تھا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ
”یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ یہ صحیفے اصل ہیں یا بعد کے لوگوں نے اس
میں آمیزش کی ہے“^۲

جوزف شاخٹ -

جرمنی میں پیدا ہوئے، یہودی مذہب سے ان کا تعلق تھا - انہوں نے
برسلاو (BRESLAU) اور لیپزک (LEIPZING) یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی -
فرایبورج (FREIBOURG) یونیورسٹی میں ۱۹۲۷ء میں استاذ مقرر ہوئے اور

۱۹۳۲ء میں کوئٹہ برک یونیورسٹی چلے گئے۔ ۱۹۳۷ء میں جامعہ مصریہ منتقل ہوئے۔
 ۱۹۴۸ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات میں ریڈر مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں
 جزائر یونیورسٹی چلے گئے پھر ۱۹۵۴ء میں لیڈن اور ۱۹۵۷ء سے ۱۹۵۸ء تک کولمبیا
 یونیورسٹی میں ان کا قیام رہا۔

گولڈ زیہر کے بعد جوزف شاخت نے فقہی حدیثوں پر کام شروع کیا چنانچہ
 اس سلسلے میں انھوں نے کئی مقالات بھی لکھے اور مستقل دو کتابیں بھی تصنیف کیں۔^۱
 انھوں نے اپنے مقالات اور تصنیفات کے ذریعے اسلامی فقہ کو مغرب میں متعارف کرایا۔
 اسی کے ساتھ انھوں نے حدیث کو بھی اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔
 شاخت نے اپنی کتابوں میں اور مقالات کے ذریعے فقہ کے متعلق یہ تحقیق
 پیش کی کہ ”فقہی مذاہب دوسری صدی ہجری کے ابتدائی سالوں میں پیدا ہوئے۔“
 اور سنت کے متعلق فرماتے ہیں کہ ”سنت کے لفظ سے یہ مذاہب جو چیز مراد لیتے تھے
 وہ زندہ روایت (LIVING TRADITION) یا الامر مجتمع علیہ تھا یعنی امت اسلامیہ
 کا وہ مثالی عمل جو مذاہب فقہیہ کے تسلیم شدہ اصول و فروع کی شکل میں ظاہر
 کیا جاتا تھا۔ سنت کا یہ ابتدائی نظریہ جس کا کوئی تعلق پیغمبر اسلام علیہ الصلاہ
 والسلام کے اقوال و افعال سے نہ تھا، ان مذاہب فقہیہ کے قانون نظریہ کی بنیاد تھا۔
 امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے سنت کی تعریف یہ کی کہ وہ
 پیغمبر اسلام کے اقوال و افعال ہیں۔“^۲

اس کے بعد وضع حدیث کے متعلق فرماتے ہیں ”قدیمی مذاہب فقہیہ نے
 ان فرقوں اور ان کی کوششوں پر بند باندھنے کی کوشش کی لیکن جب انھوں نے

۱۔ نجیب عقیقی المستشرقون ۲/ ۸۰۳
 ARSHAD MASOOD, REFUTATION OF SCHACHT'S ANTI-HADITH VIEWS.

دیکھا کہ قدیمی نثریہ سنت (LIVING TRADITION) پر جعلی احادیث مسلسل تھوبی جارہی ہیں تو وہ اسی نتیجہ پر پہنچے، وہ زیادہ سے زیادہ یہی کرسکتے تھے، کہ ان جعلی احادیث کی زور کو تاویل و تعبیر کی ذریعہ توڑا جائے اور اندر خیالات کو درجہ سند دینے کی لڑی پیغمبر اسلام سے متعلق دوسری احادیث وضع کر لی جائیں (دوسرے لفظوں میں دھوکہ دہی کے اس عمل میں وہ بھی پورے طور پر شریک ہو گئے) نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں علماء کے لئے یہ بات عادت ثانیہ بن گئی کہ وہ اپنے اصول و قواعد اور نظریات پیغمبر اسلام کی زبان سے ادا کرتے تھے۔^۱

اسناد جن سے حدیثوں کے درجہ سند کو مقرر کیا جاتا ہے، ساخت کی نگاہ میں اس کی کوئی تاریخی حیثیت یا قدر و قیمت نہیں۔ یہ سب سندین ان علماء نے وضع کر لی تھیں جو اپنے خیالات اور نظریات کو مستند تسلیم کرنا چاہتے تھے اس لئے سند کو قدیم زمانے تک پہنچا دیتے تھے۔ سند کا ساخت کے نزدیکی بس ایک یہی فائدہ ہے کہ سند کے ذریعے یہ پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث کب وضع ہوئی۔^۲ ساخت کے مندرجہ بالا عبارت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ فقہ اسلامی کی بنیاد دوسری صدی ہجری ہے۔

۲۔ احادیث سب جعلی ہیں۔

۳۔ اسناد کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں۔

ساخت کے فقہ اسلامی کی بنیاد کے سلسلے میں خیالات اور اس پر ان کی تحقیق کا تفصیلی جائزہ لینا اس وقت ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے تاہم اس سلسلے میں اتنا ضرور مختصراً عرض ہے کہ اگر فقہ اسلامی کو قرآن و حدیث کی بنیاد نہ مانا جائے اور اسے خالصتاً دوسری صدی ہجری کی پیداوار تصور کیا جائے تو سو سال سے زیادہ مدت پر محیطا ہوا ایک خلا تسلیم کرنا ہوگا جو ایک مورخ کے لئے ناقابل قبول ہے، حالانکہ

شاخست کو اس خلا کا احساس ہے لیکن انہوں نے اسے زندہ روایت (LIVING TRADITION) کے ذریعے بھرنے کی کوشش کی ہے لیکن اگر اس زندہ روایت کی بنیاد معلوم کی جائے کہ کیا تھی؟ تو شاخست کے یہاں اس کا کوئی جواب نہیں ملتا۔ لیکن شاخست کے اشارات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ روایت کی اصل بنیاد ان کے خیال میں عرب جاہلیت کے رسم و رواج ہیں جنہیں رواجی قانون کا غلط نام دیا جاتا ہے۔ شاخست اس کے ذریعے سو سال کے خلاف کو بھرنا چاہتے ہیں جو ان کے نتائج کے اعتبار سے دنیا کا سب سے زیادہ ہنگامہ خیز اور انقلابی دور ہے جس میں قوموں کی زندگی بدل گئی اس کے باوجود شاخست کے مطابق اس مکمل انقلاب کے بعد جو نئی زندگی پیدا ہوئی اس کے قانونی رجحانات کی تکمیل قبل اسلام کے رسم و رواج سے اس طرح ہوئی کہ کسی تشنگی کا احساس نہ ہوا۔ یعنی سماج کا پورا ڈھانچہ اور اس میں دہڑنے والی روح تو بدل گئی مگر یہ عضو جسے قانون کہتے ہیں مفلوج رہا۔ ایک صدی کے طویل عرصے کے افسردگی کے بعد اس میں یکا یک زندگی کی لہر دہڑ جاتی ہے، یا یہ کہ سو برس تک کوئی حرکت تک نہیں یا اب یہ حال ہے کہ سب کچھ قانون ہی ہے اور اس کے لئے قرآن کو استعمال کیا جاتا ہے، حدیثوں کے انبار کے انبار وضع کے ذریعے لگائے جاتے ہیں اور راتوں رات ایک نیا نظام قانون گھڑ لیا جاتا ہے۔ فکر و نظر میں یہ انقلاب کیسے برپا ہو گیا، زندگی کا ایک ٹھٹھرا ہوا شعبہ کیسے ایک سب سے زیادہ ارتقاء یافتہ شعبہ بن گیا، شاخستان میں سے کسی ایک کا جواب نہیں دیتے۔

اسی طرح شاخست اس بات کا بھی تسلی بخش جواب دینے سے قاصر ہیں کہ اگر حدیث دوسری صدی ہجری میں لکھی گئیں اور پوری پہلی صدی اس کے وجود سے یکسر تہی ہے تو ان جعلی حدیثیں گھڑنے کا حقیقی محرک کیا تھا؟ پھر ان حدیثوں کو "جعلی" کیوں کہا گیا جبکہ شاخست کے مطابق ایک صدی سے پہلے اس کا وجود ہی

نہ تھا تو اس لحاظ سے اسے اصل حدیث کا نام دینا چاہئے بظاہر جعلی لفظ اصل کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ شاخت ہی کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جعلی حدیث سے پہلے اصل حدیث کا وجود تھا۔ اور بعد میں جعلی حدیثیں گھڑنے کا رجحان اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ حدیث نبوی کو لوگ قانونی اہمیت کا حامل، دین کا ماخذ، دینی اور قانونی معاملات کے بارے میں اسے سند سمجھتے رہے تھے۔ اگر یہ بات تسلیم نہیں کی جاتی تو وضع احاد حدیث کی معقولیت اور احاد حدیث ثابت کرنا ناممکن ہوگا۔

شاخت اس بارے میں بھی کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دیتے کہ اگر یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حدیث کو پہلے سے سند سمجھا جاتا تھا تو دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں وہ کون سے نئے حالات پیدا ہوئے جنہوں نے احاد حدیث کو سمجھنے کا رجحان پیدا کر دیا اور ان کو قانونی اہمیت عطا کر دی۔ اسے محض امام شافعی کا کارنامہ قرار دیکر اس سوال کو ٹالا نہیں جاسکتا۔ اگر امام شافعی ہی نے پہلی مرتبہ اس کی بنیاد رکھی تو وہ کون سے تاریخی عوامل تھے جن کی بنا پر شاخت کے کہنے کے مطابق ان کے اور بعد کے ادوار کے فقہاء نے ان کے اس اصول کو تسلیم کر لیا۔ یہ اور اس طرح کے کتنے ہی سوالات ہیں جن کا شاخت کے یہاں کوئی جواب نہیں ملتا۔ اسناد سے متعلق شاخت کو حضرت ابن سیرین کی ایک روایت سے غلط فہمی پیدا ہوئی جس میں ابن سیرین نے فرمایا کہ وہ "اسناد سے متعلق کسی سے دریافت نہیں کر سکتے لیکن فتنہ کے بعد حدیث کی بنیاد (SOURCE OF HADITH) دریافت کرنے لگے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اہل السنہ ہی سے حدیثوں کو قبول کرتے تھے اور کسی بدعتی سے روایت قبول نہیں کرتے تھے"۔

مذکورہ روایت میں لفظ " فتنہ " سے مراد شاخت نہر ولید بن یزید (متوفی ۱۲۶ ہ) کے قتل کا فتنہ مراد لیا ہے اس لحاظ سے ان کے نزدیک اسناد کی ابتدا کا زمانہ دوسری صدی ہجری ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس فتنہ سے قبل عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان (۷۰ ہ) کا فتنہ ہوا لیکن ان سب میں بڑا فتنہ حضرت علی اور معاویہ کے درمیان کے جنگ کا فتنہ تاریخ اسلام میں بڑا مشہور واقعہ ہے لیکن شاخت نہر ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے اپنے منشاء کے مطابق ولید بن یزید کے قتل کا فتنہ مراد لیا ہے۔ آخر وہ کیا وجوہات تھیں جس کی بنا پر شاخت نہر عبدالملک بن مروان اور عبداللہ بن زبیر کے فتنہ کو کیوں نہیں مراد لیا اور ولید بن یزید کے فتنہ کو مراد لیا۔ اور علی اور معاویہ کے درمیان ہوئی جنگ کے فتنہ کو نظر انداز کر دیا تو ہلاکو خان، چنگیز خان کا فتنہ کیوں نہیں مراد لیا۔

دوسری طرف ابن سیرین کی اسی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ سے پہلے بھی حد یثین بیان کرنے کے لئے اسناد استعمال کی جاتی تھیں لیکن فتنہ کے بعد زیادہ احتیاط برتنے لگے اور بنیاد حد یث (SOURCE OF HADITH) کے معاملے میں چھان بین کرنے لگے۔

اسناد کی بنیاد د راصل زمانہ رسولؐ ہی میں پڑچکی تھی۔ د ور نبویؐ میں صحابہ جب ایک دوسرے سے روایت بیان کرتے تو کہتے نبیؐ نے ایسا ایسا فرمایا دوسرے لفظوں میں وہ علم کی بنیاد کو حد یث بیان کرتے جانے والے شخص پر پوری طرح ضرور واضح کرتے۔ اسی د ور صحابہ میں بھی راوی جب کسی سے نبیؐ کی حد یث کو بیان کرتے تو یہاں بھی علم کی بنیاد کو واضح کرتے یعنی حد یث کا پورا حوالہ دیتے کہ ان کو یہ حد یث کہاں سے پہنچی۔ بیان کرنے کے اسی طریقے نے آئندہ " علم الاسناد " کو جنم دیا جو پہلی صدی کے اختتام تک پوری طرح مکمل ہوچکی تھیں۔

باب دوم

حدیث

حدیث کی اہمیت۔

قرآن عظیم اللہ کی کتاب ہے وہ شریعت اسلامیہ کا مبدأ اور مصدر اول ہے۔
 قرآن کریم بعد اسلامی شریعت کا سب سے اہم ماخذ اور مصدر حدیث نبوی ہے۔ قرآن کریم کے
 بعد حدیث کی دینی اور قانونی اہمیت پر تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔ (فان خیر الکلام
 کتاب اللہ و خیر الہدیٰ ہدیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ^۱ امام اوزاعی رحمہ کا قول ہے
 الکتاب احوج الی السنہ من السنہ الی الکتاب ^۲ (یعنی قرآن کا مفہوم حدیث کے بغیر
 سمجھنا ممکن نہیں ہے) حدیث قرآن کی تشریح ہے، خود قرآن اس بات کی شہادت دے رہا ہے
 ”وانزلنا الیک الذکر لیتبین للناس ما انزل الیہم“ ^۳ (اور ہم نے تمہاری طرف یہ
 ذکر نازل کیا تاکہ تم لوگوں سے کھول کر بیان کرو جو کچھ کہ ان کی طرف اتارا گیا)
 اور قرآن نے ہی اس بات کا حکم دیا ہے کہ احکام قرآن کی طرح احکام رسول ص کا اتباع
 ضروری ہے جس کی طرف قرآن کی مندرجہ ذیل آیات نشانہ دی کرتی ہیں۔

”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول“ ^۴

”ما آتکم الرسول فخذوا وما نہکم عنہ فانتهوا“ ^۵

”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ“ ^۶

۱۔ ابن ماجہ ۱۸/۱

۲۔ ڈاکٹر ذبیحہ الساجد بنے صلیقی، امام اوزاعی اور ان کے فتنہ (غیر منقول)

۳۔ انحل، آیت ۴۴

۴۔ النساء، آیت ۵۹

۵۔ الحشر، آیت ۷

۶۔ آل عمران، آیت ۳۱

”لقد كان لكم في رسول الله اسوه حسنه“^۱

”فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكمونك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في

انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما“^۲

”وما ارسلنا من رسول الا ليطلع باذن الله“^۳

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات سے جہر طرح یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن کی طرح حدیث

پر بھی عمل ضروری ہے، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کی تشریح کے بغیر احکام قرآن

پر عمل ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث کے احکام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ وہ احکام جو قرآن سے ثابت ہیں، حدیث یا سنت نبوی کے ذریعے ان کی تائید

ہوتی ہے، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے احکام، امانتیں ادا کرنے، ایفائے عہد

کی ہدایات وغیرہ اور جھوٹ، فواحش اور کسی کو ناحق قتل کرنے کے خلاف احکامات حدیث

میں اسی طرح بیان کئے گئے ہیں جیسے قرآن میں ان کا ذکر آیا ہے۔

۲۔ حدیث کے ذریعے قرآن کے مجمل احکام کی توضیح و تشریح کی گئی ہے اس طرح احادیث

قرآن کے احکام اور آیات کی تشریح کرتی ہے، جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، قرآن میں ان کا

حکم دیا گیا ہے مگر ان کے ادا کرنے کا طریقہ نہیں بتایا گیا یہ ہم کو حدیث کے ذریعے

معلوم ہوتا ہے۔

۳۔ وہ احکام جن کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور صرف حدیث کے ذریعے معلوم ہوئے ہیں،

جیسے دادی کو میراث میں چھٹا حصہ دیا جانا، درندوں اور پنچہ والے پرندوں کا گوشت

کھانے کی حرمت، پھوپھی، بھتیجی، خالہ، اور بھانجی کو ایک ساتھ کسی ایک شوہر کے

عقد نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

حدیث کی تشریحی اہمیت سے خلفائے راشدین، تمام صحابہ اور مجتہدین اسلام

۱۔ احزاب۔ آیت ۲۱

۲۔ النساء۔ آیت ۵۶

۳۔ النساء۔ آیت ۶۴

اچھی طرح واقف تھے۔ جس کا اندازہ عہد نبوی کے اس واقعہ سے ہوتا ہے۔

”حضور اکرمؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا

تو اس موقع پر آپؐ نے ان سے پوچھا جب کوئی معاملہ درپیش ہو تو کس

طرح فیصلہ کرو گے؟ انھوں نے کہا۔ کتاب اللہ کے مطابق۔ آپؐ نے

بھر سوال کیا کہ اگر اس میں وہ بات نہ ملے تو پھر کیا کرو گے؟

حضرت معاذؓ نے جواب دیا۔ رسول اللہ کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

حضورؐ نے بھر فرمایا۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو؟ حضرت معاذؓ نے

جواب دیا اس وقت میں اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

یہ سن کر رسول اللہ نے حضرت معاذ کے طریقے کی تائید کی۔^۱

حضرت معاذؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام مجتہدین و فقہاء کا طریقہ کار

یہی تھا کہ وہ جب کسی مسئلے کا شرعی حل تلاش کرتے تو وہ اس کو سب سے پہلے قرآن میں

دیکھتے اگر قرآن میں نہ ملتا تو اس کو حدیث میں تلاش کرتے۔

مذکورہ بالا بحث سے حدیث کی اہمیت اور حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

حدیث کی لغوی اور اصطلاحی تعریف۔

حدیث کے لغوی معنی ”جدید“ ہیں جو قدیم کی ضد ہے^۱ اور عربی زبان میں

”خبر“ کے مترادف کے طور پر مستعمل ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

”الخبر عند علماء هذا الفن مراد للحدیث“^۲

اصطلاح میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور تقریر کو کہتے ہیں۔

بعض لوگوں نے صحابہ کے اقوال و افعال کو اور کچھ لوگوں نے تابعین کے اقوال و افعال

کو بھی حدیث کی تعریف میں شامل کیا ہے۔^۳

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ مذکورہ بالا مفہوم میں مستعمل ہوا ہے۔

”فلیا توأحدیث مثله ان كانوا صادقین“^۴

حدیث نبوی میں بھی اسی مفہوم میں مستعمل ہوا ہے۔

”قیل یا رسول اللہ من اسعد الناس بشفا عتك يوم القيامة قال

رسول الله لقد ظننت يا ابا هريره ان يسالني عن هذا الحدیث احد اول

منك لما رأت من حرصك على الحدیث“^۵

سنت۔

راستہ یا طریقہ کو کہتے ہیں اور اس کا اصطلاحی مفہوم بھی تقریباً وہی ہے جو حدیث

۱۔ المنجد

۲۔ ابن حجر، نخبہ الفکر، ص ۳

۳۔ صبحی الصالح، علوم الحدیث و مصالحوہ، ص ۱۱۳

۴۔ الطور، آیت ۳۴

۵۔ بخاری، کتاب العلم۔

کا بیان کیا گیا ہے۔ البتہ سنت کے اطلاق میں صاحب شریعت کے عمل کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اور حدیث کی طرح سنت کا اطلاق بھی صحابہ اور تابعین کے قول و فعل و تقریر پر بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضورؐ کا ارشاد منقول ہے ”علیکم بسنتی و سنتی خلفاء الراشدین المہدیین“^۱

فن اسماء الرجال

محدثین کسی بھی حدیث کو قبول کرنے سے پہلے اس کی اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیا کرتے تھے۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے ”فن اسماء الرجال“ ایجاد کیا جس کی مدد سے راویوں کے حالات، پیدائش، وفات، اساتذہ اور تلامذہ کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد راوی کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی تحقیق کی جاتی تھی۔ اس فن کی بدولت پانچ لاکھ راویوں کے حالات محفوظ ہو گئے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس میں مسلمان قوم کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس طرح انھوں نے حدیث کی داخلی کیفیت معلوم کرنے کے واسطے دریافت کا اصول مرتب کئے تاکہ کوئی غیر حدیث حدیث کے زخیرے میں داخل نہ ہونے پائے۔

محدثین عظام نے مختلف پہلوؤں سے حدیث کی جانچ و پرکھ کے لئے ضوابط و قوانین وضع کئے اور ان کی روشنی میں ایک ایک حدیث کا درجہ متعین کیا۔ حدیث کو اس حیثیت سے کہ اس کے راویوں میں عدل و فقاہت کس درجہ کی ہے ان کو صحیح، حسن، ضعیف، موضوع اور اس حیثیت سے کہ حدیث کے راویوں کے سلسلے کا منتہا کیا ہے، مرفوع، موقوف، مقطوع، سند کے تسلسل یا عدم تسلسل کے لحاظ سے متصل، مرسل، معضل اور سند میں راویوں کی تعداد کے اعتبار سے متواتر، مشہور، عزیز اور غریب کی تقسیم کر کے حدیث کے درجہ اور مرتبہ کو متعین کیا۔

حدیث کے راویوں نے نقل حدیث کی غرض سے جو خاص اصطلاحی الفاظ استعمال

کئے ان کے ذریعے بھی حدیث کی نوعیت ایک خاص حیثیت سے متعین کی گئی - چنانچہ

- ۱- حد ثنا (اس نے مجھ سے کہا)
- ۲- سمعہ یقول (میں نے اس کو کہتے سنا)
- ۳- قال لنا (اس نے مجھ سے کہا)
- ۴- ذکرنا (اس نے مجھ سے ذکر کیا)

اوپر کے یہ چار کلمات اس صورت میں استعمال کئے جاتے تھے جب کوئی راوی

کسی دوسرے سے حدیث کے بجنسہ الفاظ نقل کرتا -

- ۵- اخبرنا - (اس نے مجھے خبر دی)
- ۶- انبانا - (اس نے مجھے آگاہ کیا)

یہ دونوں کلمات اس صورت میں استعمال کئے جاتے تھے جب کوئی راوی

اپنے سے اوپر کے کسی واقعہ یا امر کی صحت یا عدم صحت کی نسبت دریافت کرتا -

۷- عن فلان

چونکہ اس کلمہ میں نام کے بجائے " فلان " استعمال کیا گیا ہے لہذا یہ

مبہم کلمہ ہے اور اس صورت میں خارجی تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے -

نقل حدیث کا مذکورہ بالا انداز جس میں ایسے الفاظ نہیں کہ جن سے یہ

پتہ چلتا ہو کہ راویوں نے کسی لکھے ہوئے نسخے سے روایات نقل کی ہیں یا زبانی -

لہذا مستشرقین نے اس سے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ حدیثیں صرف زبانی ہی روایت کی

جاتی تھیں ، حالانکہ یہی الفاظ اس صورت میں بھی استعمال کئے جاتے تھے جب کوئی شاگرد

استاذ کے سامنے یا استاذ شاگرد کے سامنے کتاب سے حدیثیں بیان کرتا جیسا کہ

مند رجہ ذیل مثالوں سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ ”عبداللہ حدثنی ابی ثنا روح من کتابہ ثنا سعید بن ابی عروبہ“^۱

یہاں استاذ اپنے شاگردوں کے سامنے کتاب سے روایت بیان کر رہا ہے اور

”حد ثنا“ کے ذریعے حدیث کو روایت کیا گیا۔

۲۔ ”عبداللہ حدثنی ابی ثنا یحییٰ بن آدم ثنا عبداللہ بن اد ریس املاہ

علی من کتابہ عن عاصم بن کلیب“^۲

یحییٰ کہتے ہیں کہ ان کو عبداللہ بن اد ریس نے اپنی کتاب سے املا کروایا

لیکن یہاں بھی اس عمل کو ”حد ثنا“ کے ذریعے بیان کیا گیا۔

۳۔ علی بن حجر السعدی و یعقوب بن ابراہیم قالنا اسمعیل و ہوا بن علیہ عن

ایوب عن یعلیٰ بن حکیم عن سلمان بن یسار“^۳

(ب) ”یحییٰ بن یحییٰ قال انا حماد بن زید عن ایوب قال کتب الی یعلیٰ بن حکیم

قال سمیت سلمان بن یسار“^۴

یہ دونوں سندین امام مسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی کتاب میں درج

کی ہیں لیکن اس کی پہلی سند میں لکھنے کا کوئی ذکر نہیں اور ”عن“ کے ذریعے

بیان شروع کیا گیا ہے جبکہ دوسری سند میں املا کرانے کا ذکر موجود ہے لیکن پھر بھی

”عن“ کے ذریعے حدیث کو روایت کیا گیا۔

۴۔ ”اخبرنا محمد بن المثنیٰ قال حد ثنا ابن ابی عدی ہذا من کتابہ“

”اخبرنا محمد بن مثنیٰ قال حد ثنا ابن ابی عدی من حفظہ“^۵

۱۔ مسند احمد، ۵/ ۱۰

۲۔ ایضاً ۱/ ۴۱۸

۳۔ مسلم، بیوع، باب کراء الارض، ص ۱۳۔ ۴۔ ایضاً

۵۔ نسائی، ۱۰/ ۴۵

یہ حدیث طالب علموں کو دو بار سنائی جا چکی تھی ، ایک مرتبہ حفظاً سے
ایک بار کتاب سے ، لیکن دونوں میں بیان کرنے کی کیفیت مختلف ہونے کے باوجود
”اخبِرنا“ کے ذریعے روایت کی گئی ۔

اصول دِ رايت

حدیث کی تحقیق کے سلسلے میں خارجی نقد کے علاوہ داخلی نقد کے اصول و
قواعد بھی مرتب کیے گئے اور ان کی روشنی میں حدیثوں کو جانچا اور پرکھا گیا ۔ بطور
ذیل میں ابن جوزی کے بیان کردہ دِ رايت کے اصول ، جنھیں ابن قیم نے اپنی کتاب
”المنازل المنيف“ میں بیان کیا ہے اختصار کے ساتھ ذکر کرتے جاتے ہیں ۔

۱۔ ایسی حدیث جو رسول ﷺ کے شایان شان نہ ہو ، ۲۔ یا جو صحابہ
کے خلاف ہو ، ۳۔ یا اس میں بھونڈا پن پایا جائے ، ۴۔ یا چٹکلا بازوں کی طرح ہو ،
جس سے عام طور پر عقلاً بچتے ہیں ، ۵۔ سنت صریحہ کے خلاف واقع ہو جو عالم و فساد اور
باطل کی مدح اور حق و انصاف کی برائی کرے ، ۶۔ یا اس میں یہ کہا گیا ہو کہ
نبی نے فلان امر صحابہ کے سامنے بیان کیا لیکن تمام لوگوں نے اس کو چھپا لیا ،
۷۔ یا نفس حدیث خود بطلان پر دلالت کرے ، ۸۔ یا ایسی حدیث جو کلامِ انبیاء کے
خلاف ہو ، ۹۔ یا حدیث میں فلان فلان تاریخ سے کوئی بات کہی گئی ، ۱۰۔ یا حدیث
حکماء اور اطباء کے اقوال سے تعلق رکھتی ہو ، ۱۱۔ یا شواہد صحیحہ کے خلاف ہو ،
۱۲۔ یا صراحت قرآن کے خلاف ہو ، یا حدیث میں ایسا استکراہ پایا جائے جن سے کانون
کو کراہیت محسوس ہو اور ابیعت اس کو قبول نہ کرے ، ۱۴۔ اور وہ حدیثیں جو سوڈان
اور حبشیوں کی مذمت پر مشتمل ہوں ، ۱۵۔ یا وہ ترکون کے خلاف ہو ، ۱۶۔ یا کسی
قرینہ سے اس کا بطلان ظاہر ہو جائے ۔

ایسی تمام احادیث کو غیر معتبر قرار دیا گیا -

الفرض محدثین حدیث کے معاملہ میں غایت درجہ کی احتیاط برتنے تھے -

اور اسی لہذا انھوں نے اس کی سوری طرح حفاظت کی خاطر مندرجہ بالا اصول روایت و
درایت اور اصلاحات مرتب کیں تاکہ حدیث کی صحت مشکوک نہ ہو اور اس پر کسی طرح
کی آفت نہ آئے۔

حدیث لا تکتبوا عنی غیر القرآن -

یہ ایک حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلاہ والسلام اور صحابہ کرام کے زمانے میں احادیث لکھی گئیں اور متعدد صحیفے و مجموعے تیار ہوئے لیکن مستشرقین نے اس کے مقابلے میں ان احادیث کو زیادہ اہمیت دی جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا " لا تکتبوا عنی غیر القرآن و من کتب شیء فلیمحه "۔^۱ ہم اس سے پہلے کہ عہد نبوی اور صحابہ کرام کے تحریری سرمایہ کا جائزہ لیں، حدیث مذکورہ کے مفہوم اور ثقافت پر ایک علمی و تحقیقی نثار ڈالیں۔

عہد حاضر کے ممتاز محقق ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب نے اس حدیث کی ثقافت پر شبہ کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں وہ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث (لا تکتبوا عنی غیر القرآن - الی آخر) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان میں پہلی روایت جو حضرت ابو سعید خدری کی ہے اس کی دو مختلف سندیں ہیں، جس کی ایک سند میں عبد الرحمن بن زید آئے ہیں جو محدثین کے نزدیک متفقہ طور پر ضعیف قرار دیے گئے ہیں، لہذا یہ ضعیف روایت ہے۔ اور یہی عبد الرحمن بن زید حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں بھی واقع ہیں، لہذا اس سے بھی استشہاد صحیح نہیں۔ تیسری روایت جو زید بن ثابت کی ہے وہ مرسل ہے کیونکہ زید بن ثابت سے نقل کرنے والے مطلب بن عبد اللہ ہیں جن کی زید بن ثابت سے ملاقات نہیں، لہذا اس واسطے سے آئندہ روایت بھی ناقابل قبول ہے۔ اس کے علاوہ زید بن ثابت والی کی دو اور سندیں ہیں جس کی ایک روایت میں یہ

کہا گیا کہ ان کا حدیثین نہ لکھنا نبی ﷺ کے فرمان کے بموجب تھا جبکہ انہیں کی دوسری سند کے واسطے سے وارد حدیث میں یہ مضمون مذکور ہے کہ زید بن ثابت کا حدیثین نہ لکھنا ان کی اپنی ذاتی رائے پر منحصر کرتا ہے ، لہذا زید بن ثابت کے اس بیان سے اس بات کی تصدیق نہیں ہوتی کہ ان کا کتابت حدیث سے کراہیت نبی ﷺ کے حکم کی بنیاد پر تھا ۔ حضرت ابوسعید خدری کی دوسری سند سے روایت جس میں فرمایا گیا لا تکتبوا عنی غیر القرآن ۔ الی آخرہ علما کے درمیان ماہہ النزاع ہے ۔ حضرت امام بخاری اور دوسرے حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ حضرت ابوسعید خدری کی اپنی ذاتی رائے تھی جو غلطی سے نبی ﷺ کی طرف منسوب ہو گئی ۔^۱

اس کے بعد مصطفیٰ اعظمی صاحب فرماتے ہیں ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی حدیث ہے اس سے رسول ﷺ نے فرمایا تھا ، جس کا مطالبہ تھا قرآن اور حدیث کو ایک ساتھ اور ایسا جگہ نہ لکھا جائے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جو کچھ اس کے بین السطور اور حاشیہ پر ہے وہ سب قرآن ہے“^۲

خایب بغدادی فرماتے ہیں ”من ان یضاهی بکتاب اللہ تعالیٰ غیرہ وان یشتغل عن القرآن بسواہ ۰۰۰۰ والمیزان بین الوحی وغیرہ“^۳

ابن جوزی اس حدیث کے متعلق بیان فرماتے ہیں ”نہی فی اول الامر ثم جاز الکتابہ“^۴ یعنی شروع میں حدیثین لکھنے کی ممانعت تھی اور بعد میں اس کی اجازت دیدی گئی ۔

ابن قتیبہ فرماتے ہیں ”نہی فی اول الامر عن ان یکتب ثم ری ان تکتب

Dr. M. M. AZMI. STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 20-23. — ۱

۲۔ ایضا

۳۔ خایب بغدادی ، تقیید العلم — ص ۷۵

۴۔ نقوش رسول رسول نمبر ۶ / ۱۹۴ — بحوالہ الرسالہ الناسخ والمنسوخ — ص ۱۳

و تقييد "۱

محدث رحمہ مذی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے آغاز ہجرت میں یہ بات اس وقت فرمائی تھی جب قرآن وحدیث اس میں خلل ملنا ہونے کا اندیشہ تھا ، ورنہ حضور ﷺ ایسا نہ فرماتے۔^۲

لیکن جب یہ خارہ جاتا رہا آپ ﷺ احادیث لکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ ﷺ کی حدیثوں کو سنتا تھا اسے آپ ﷺ کی باتیں بڑی اچھی لگتی تھیں مگر یاد نہیں رہتی تعین اس پر اس شخص نے آنحضرت ﷺ سے اپنے سوء حفظ کی شکایت کی اور عرض کی اے اللہ کے رسول میں آپ سے حدیثیں سنتا ہوں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں مگر میں ان کو محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "استعن بيمينيك" ^۳ (یعنی لکھ لیا کرو)۔

حضرت رافع بن خدیج رضی فرماتے ہیں "رسول اللہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا "تحدثوا ومن كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار" ^۴ حضرت رافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اللہ کے رسول ہم آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں کیا ہم انہیں لکھ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اكتب ولا حرج" ^۵۔

حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "قيد والعلم بالكتاب" ^۶ حضرت ابو شاہ یمنی رضی نے حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ کا خطبہ سنا اور انہوں نے اسے نبی ﷺ سے لکھوانے کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اكتبوا"

۱- نقوش رسول نمبر ۶ / ۱۹۴ بحوالہ تاویل مختلف الحدیث - ص ۳۶۵

۲- ایضا "بحوالہ فتح الباری - ص ۱۰۶ (پ) ۱

۳- خالد علوی ، حفاظت حدیث - ص ۷۸

۴- ترمذی ، ابواب العلم -

۵- خلیف بغدادی ، تقييد العلم - ص ۷۴

۶- ایضا "

لا بی شاہ "۱

اسرار حضرت عمرو بن العاص کو حد یثین لکھنے کی اجازت مرحمت فرمانا

ایک مشہور واقعہ ہے جس کا نتیجہ میں ان کا صحیفہ صادقہ وجود میں آیا - وہ

فرماتے ہیں " قلنا یا رسول اللہ اظنا نسمع منك احادیث لا نحفظها افلا نکتبها ؟

قار بلی فااكتبواھا "۲

آپ ص کی اجازت ملنے کے بعد عام صحابہ حد یثین لکھنے لگے جس کی تفصیل

آئندہ آرہی ہے -

۱- ترمذی ، ابواب العلم -

۲- خطیب بغدادی ، تقييد العلم - ص ۷۴

باب سوم

عہدِ اولین میں کنایت کا رواج

ابتداء اسلام میں تعلیمی سرگرمیاں اور مراکز -

دور اول میں تحریر و کتابت کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ بہت کم لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے جیسا کہ بعض کتابوں میں مرقوم بھی ہے "الا بضعة عشر رجلاً یقروٰن و یکتبون" ^۱۔ اس بیان پر ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "یہ تعجب کی بات ہے مکہ جو ایک وسیع المشرب اور تجارتی مرکز تھا وہاں صرف اتنے ہی لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے، حالانکہ اس وقت مکہ میں باقاعدہ ایک اسکول قائم تھا جہاں بچے اور بچیاں ایک ساتھ پڑھنے لکھنے کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس طرح مکہ کے گرد و نواح مثلاً "مدینہ، الحائف، انبار، حیرہ، دہمہ الجندل اور ہذیل کے قبیلوں میں تعلیمی مراکز تھے جہاں بچے اور بچیاں پڑھنا لکھنا سیکھتے تھے۔ ان تعلیمی مراکز کے علاوہ مختلف قبیلوں میں بھی پڑھنے لکھنے کا رواج تھا جس سے وہ مختلف قسم کی چیزیں لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھتے۔ مثلاً اپنے قبیلے سے متعلق اشعار، قبائل کے مابین طے شدہ معاہدے، ذاتی خطوط اور بعض مذہبی باتوں کے علاوہ تاریخ کے اہم واقعات اور نسب نامے لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے ^۲۔ ورقہ بن نوفل بائبل عبرانی زبان میں لکھتے تھے ^۳۔"

ان تعلیمی سرگرمیوں کو قبل اسلام کی تعلیمی سرگرمیاں قرار دیا جاسکتا ہے مذہب اسلام آنے کے بعد اس تحریک کو مزید فروغ ملا، کیونکہ قرآن کی پہلی آیت ہی میں پڑھنے لکھنے کا ذکر موجود ہے ^۴ جس سے آنحضرتؐ نے آئندہ ایام میں تعلیم کی اہمیت اور اس کی ضرورت کو محسوس کیا۔ آپؐ نے مکی عہد ہی میں، ہجرت سے قبل مصعب بن عمیر اور ام مکتوم کو مدینہ والوں کی طرف معلم بنا کر روانہ کیا ^۵۔

۱- صبحی الصالح، علوم الحدیث و مطالعہ، ص ۱
 ۲- Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P. 1-2,

۳- ایضاً بحوالہ بخاری، بدۃ الوحی -

۴- القرآن، سورہ علق، - ۵- Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY
 - HADITH LITERATURE, P. 4

جب آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلے یہاں ایک مسجد کی تعمیر فرمائی جس کے ایک حصے سے اسکول کا کام لیا جاتا تھا ۱۔ اس مدرسہ کے اولین معلمین میں عبداللہ بن سعید بن العاص تھے، جن کا انتقال جنگ بدر میں ہوا، اور ایک اچھے کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ ۲ ان کے علاوہ حضرت سعد بن عبادہ کو معلم مقرر کیا گیا۔ ۳

اس کے علاوہ جنگ بدر کی فتح نے بہت سے ایسے قیدی فراہم کئے جو پڑھنے لکھنے سے بخوبی واقف تھے ان میں سے اکثر کا تعلق مکہ سے تھا، جو مالی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے فدیہ ادا کرنے سے قاصر تھے، نبیؐ نے ان کا فدیہ مدینہ کے دس بچوں کو پڑھنے لکھنے کی تعلیم دینا مقرر فرمایا۔ ۴

ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں ایک نیا اسکول قائم ہوا ۵ اور مدینہ میں نو مسجد مسجد بن تھین جن سے اسکول کا کام لیا جاتا تھا ۶۔
مدینہ کے باہر تعلیمی سرگرمیاں۔

نبیؐ نے جہاں مدینہ والوں کی تعلیم و تربیت کی جانب توجہ کی وہیں مدینہ سے باہر اور دور دراز علاقوں کے میں رہنے والوں کے لئے بھی تعلیم کا انتظام فرمایا۔ مدینہ سے باقاعدہ ان علاقوں کے لئے معلمین روانہ کئے جاتے تھے کم از کم ان معلمین میں خلیس ایسے افراد کو بیر معونہ کے مقام پر شہید کر دیا گیا تھا جو محض اسی مقصد کے تحت روانہ کیے گئے تھے۔ ۷ اس کے علاوہ نجران ۸ اور یمن ۹

۱۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P-4

۲۔ عبد البر، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ۲/۲۶۶

۳۔ بحوالہ سند احمد ۳۱۵/۵ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P-4

۴۔ ابن عساکر، طبقات ۲۲/۲
 ۵۔ بحوالہ بخاری ۴۱۵/۴ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P-4

۶۔ صبحی المالک، علوم الحديث و مصالحوہ ۵ بحوالہ، انساب الاشراف ۱/۲۲۰

۷۔ ۸۔ ۹۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P-5

والوں کی تعلیم کے لئے بھی معلمین روانہ کیے گئے۔ نوین ہجری میں مدینہ میں تعلیمی سلسلہ اتنا بکڑ گیا کہ ایک آدمی وہاں کا صرف تعلیمی نظام سنبھالنے اور بہتر بنانے کے لئے مقرر کیا گیا۔^۱

اسلام کے ابتدائی زمانے کی تعلیمی حالت کا اندازہ مندرجہ بالا سے طور سے لایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ خود قرآن میں جا بجا قرطاس^۲ قلم^۳، دوات^۴، کاتبین^۵، سجل^۶، اور لوح وغیرہ جیسے الفاظ سے اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ قرآن ایسے لوگوں میں نازل ہوا جو ان سب باتوں سے واقف تھے۔

۱۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE-P. 5

بحوالہ طبری، انالس (ANNALES) ایڈیشن، کردہ ڈی جوج (DE GORJE)

ص ۱ / ۳ - ۴۲

۲۔ سورن انعام آیت ۶۔

۳۔ سورہ قلم - آیت ۱

۴۔ سورہ کہف - ۱۰۹

۵۔ سورہ انفطار - آیت ۱۱

۶۔ سورہ انبیاء - آیت ۱۰۴

۷۔ سورہ بروج - آیت ۲۲

باب چہارم

حدیث کی روایت اور زبانی روایت کی اہمیت

کسی کلام کی ثقافت کا جائزہ لینے کے لئے متکلم کے انداز بیان اور مخاطب کے جذبہ شوق و نون کو دیکھنا ہوتا ہے یعنی متکلم کی گفتگو کا انداز دل نشین ہو وہ جو بات کہنا چاہتا ہے نہایت واضح ہو اس کی افادیت اور جذبہ محبت و خلوص اور اعلیٰ مقصدیت مخاطب کو متوجہ کرنے پر مجبور کردیتی ہو اور مخاطب ہمہ تن گوش بن کر اس کی گفتگو کو سننے اور جو کچھ سننے اس کو محفوظ کرنا اور اس کو لائحہ عمل بنانا مقصد حیات بنائے ، پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو متکلم حدیث تھے وہ اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں ۔ ایک رسول کی حیثیت سے آپ ص کی گفتگو فلاح انسانیت کی ضامن ہوتی تھی ۔ انداز بیان نہایت شیرین عام فہم اور دل نشین ہوتا تھا ۔ اس لئے آپ کے کلام کو سامعین پوری توجہ کے ساتھ سنتے اور ذہنوں میں محفوظ رکھتے ، دوسروں کو بیان کرتے اور جہاں تک ممکن ہوتا ان کو لکھ کر محفوظ کیا جاتا یہاں اس کی مختصر کیفیت بیان کی جا رہی ہے ۔

پیغمبر اسلام کا انداز بیان ۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل عرب میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ انسان تھے ، آپ ص کا کلام جوامع الکلم پر مشتمل ہوتا ۔ دوران گفتگو کلمات میں مناسب فاصلہ ہوتا کہ سامعین بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اسے یاد رکھ سکیں آپ ص کے کلام میں الفاظ نہ زیادہ ہوتے نہ بہت کم بلکہ حق بلاغت ادا کرتے ہوئے ایسی جامع گفتگو فرماتے جو مقصد پر پوری طرح منطبق ہوتی ۔

” حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دوران گفتگو عموماً ” ہر جملہ تین تین بار دہراتے تاکہ سامعین کو اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے “ ۔

” حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ ”نبیؐ روانی کرے ساتھ کلام نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ اس طرح کلام فرماتے کہ ہر کلمہ اللہ ہوتا اور سننے والا اس کو اچھی طرح ضبط اور یاد رکھ سکتا۔“^۱

” حضرت ام مہدیہ رضی فرماتی ہیں کہ جب آپؐ کلام فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ بروئے ہونے موتیوں کا ہار ہے جو نیچے ڈھلک رہا ہے ، اور گفتگو میں شہد کا سا مٹا ہوا ہوتا ، نہ کلام اتنا قلیل و مختصر کہ ادائیگی مشکل ہو اور فہم و مقصود میں مغل ، اور نہ اتنا طویل کہ غیر ضروری کلمات پر مشتمل ہو۔“^۲

خطبات نبویؐ تاثیر اور رقت انگیزی میں در حقیقت معجزہ الہی تھے ، پتھر سے پتھر دل بھی ان کو سن کر چند لمحوں میں موم ہو جاتے تھے ۔ مکہ میں ایک دفعہ آپؐ نے سورہ نجم کی آیات تلاوت کر کے سنائیں تو یہ اثر ہوا کہ آپؐ کے ساتھ مسلمان تو مسلمان بڑے بڑے کفار بھی سجدے میں گر پڑے۔^۳

آپؐ کے کلام میں یہ تاثیر اور کشش کیونکہ ہوتی نبیؐ نے خود اپنے متعلق فرمایا کہ ”میری تادیب و تربیت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے ، اور میں نے بنو سعد جیسے فصیح و بلیغ قبیلے میں پرورش پائی ہے اور میں جوامع الکلم مبعوث ہوا ہوں۔“^۴

صاحبہ کا شوق —

جب آپؐ کلام فرماتے تو سامعین ہمہ تن گوش بن جاتے اور آپؐ کے ارشادات کو بوری توجہ ، خاموشی اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ سنتے ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو

۱۔ شمائل ترمذی ، ص ۱۵

۲۔ ابن جوزی ، الوفا باحوال المصطفیٰ (ترجمہ) سیرت سید الانبیاء ، ص ۵۶

۳۔ مسلم ، باب تخفیف الصلاہ و قصر الخطبہ —

۴۔ ابن جوزی — الوفا باحوال المصطفیٰ — (ترجمہ) سیرت سید الانبیاء — ص ۹۰

بیان فرماتے ہیں کہ سامعین مجلس نبوی میں اس طرح ادا ب کیرے ساتھ بیٹھتے تھے جیسے ان کے سروں پر ہرند بیٹھ رہے ہوں، لہٰذا یعنی اگر انہوں نے اپنے سروں کو حرکت دی تو وہ اڑ جائیں گے۔ خطیب بغدادی روایت نقل کرتے ہیں۔ "عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "من قال علیہ ما لم اقل فلیتبوا" مقعدہ من النار " قال فمکثنا قریبا من شہر لا نحدث بشئ" فقال ذات یوم و نحن عندہ جلوس کان علی رؤوسنا الطیر۔ الی آخرہ "۱

صحابہ کرام کی یہ خواہش رہتی کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت خدا مقدس میں صرف کریں اور آپ ص کی ارشادات سے مستفید ہوں اور دیگر صحابہ ہمہ وقت خدمت اقدس میں حاضر رہتے، لیکن روزگار کی مصروفیات کی باعث تمام صحابہ کا ہمہ وقت خدمت اقدس میں حاضر رہنا ممکن نہ تھا اس لئے ایسے صحابہ نے یہ طریقہ کار اپنایا کہ باری باری خدا مقدس میں حاضر ہوتے اور جس دن جو حاضر ہوتا وہ حضور سے جو کچھ سنتا اپنے اس ساتھی کو بیان کرتا جو اس دن حاضر نہ ہوتا۔ جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب مندرجہ ذیل حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے۔

"كنت انا وجار لي من انصار في بني - اميه بن زيد و هي من عوالي المدینه و كن نتنا وب النزول علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل۔ یوما" فا نزلہ یوما فاذا نزلت حینتہ یخبر ذالک الیوم من الوحی وغیرہ واذا نزل فعل مثل ذالک" - ۲

یہ خود نبی ص نے حکم دیا تھا کہ جو غائب ہیں ان تک میری بات کو پہنچا دیا جائے۔ آپ ص کا ارشاد ہے "فلیبلغ الشاهد الغائب" - ۳ "احفظوا من واخبر وھن من ورائکم" - ۴ "نضر اللہ امر" سمع مقالتي فحفظها ودعا لها واداءها" - ۵

۱۔ خطیب بغدادی، تقييد العلم - ص ۷۸

۲۔ بخاری، کتاب العلم - ص ۳۳

۳۔ ایضا" ص ۲۶

۴۔ ایضا" کتاب - الايمان -

۵۔ محمد بن ابي - کتاب العلم - ص ۷۸

اسی وجہ سے صحابہ حضور سے جو کچھ سنتے تھے یا کرتے دیکھتے تھے اسے اچھی طرح حفظ کر لیتے اور جو غائب ہے ان تک نبیؐ کا فرمان پہنچانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اور اس بات کا بڑا اہتمام کرتے تھے کہ نبیؐ نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں کسی طرح کی کمی بیشی نہ ہو نہ بائیں کیونکہ حضور نے سختی سے منع فرمادیا تھا کہ "من کذب علی متعمداً فلیتبتوا مقعدہ من النار" حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ سے حد یثین سنتے اور جب آپؐ مجلس سے تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں حد یثون کا دور کرتے، یکے بعد دیگرے ہم میں سے ہر شخص ساری حد یثین بیان کرتا۔ اکثر مجلس میں بیٹھنے والوں کی تعداد ساٹھ تک ہوتی اور وہ سب باری باری حد یثین دھراتے پھر جب ہم اٹھتے تو حد یثین یوں یاد ہو جاتیں گویا وہ ہمارے دلون پر نقش ہو گئی ہیں۔^۲

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ حد یث نبوی کو پوری احتیاط کے ساتھ یاد کرتے تھے اور انھیں ایک بار یاد کر کے چھوڑ نہیں دیتے تھے بلکہ اس کی مشق برابر جاری رکھتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ حد یث کو بار بار دھراتے رہو کیونکہ اس کو زندہ رکھنے کا یہی طریقہ ہے۔^۳

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حد یث کو بار بار دھراتے رہو اگر ایسا نہ کرو گے تو تمہارا علم فرسودہ ہو کر مہجائے گا۔^۴

تابعیین میں حسن بصریؒ، عبد الرحمن بن ابی لیلیؒ اور امام زہریؒ بھی

۱۔ بخاری، کتاب العلم، ص ۸۳۔ ۲۔ خالد علوی، حفاظت حدیث، ص ۵۸

بحوالہ مجمع الزوائد۔

۳۔ حاکم، معرفہ علوم الحدیث، ص ۱۴۱۔ ۴۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم، ص ۱۳۴

۵۔ ایضاً ص ۱۴۰

۶۔ ایضاً ص ۱۴۳

یہی کہا کرتے تھے کہ علم کی آفت اس کا بھول جانا ہے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعیین حد یثون کو اس طرح یاد کرتے تھے جب سے قرآن کی سورہ - حضرت قتادہ کہا کرتے تھے کہ مجھے حضرت جابر کا نوشتہ (حد یثون کا مجموعہ) قرآن کی سورہ بقرہ سے اچھا یاد ہے۔^۱

ان بزرگوں نے حد یثین یاد کرنے کے مختلف طریقے اپنائے۔ مثلاً کچھ لوگ حد یثون کا دور کر کے یاد کرتے جبکہ کچھ لوگ حد یثون کو لکھ کر یاد کرتے تھے۔ اور جب یاد ہو جاتین تو اسے مٹا دیتے۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ ان بزرگوں میں بعض لوگ حد یثون کو لکھ لیا کرتے تھے اور جب یاد ہو جاتین تو اسے مٹا دیتے۔^۲

دور اول میں حد یثین یاد کئے جانے کی ٹھیک ٹھیک مثال آج کے زمانے میں بقول مولانا مناظر احسن گیلانی کے، حفظ قرآن کی مثال ہے۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے حد یثون کے یاد کئے ہوئے مجموعے سے انکار یا اس کو شک کی نگاہ سے دیکھنا شواہد کے خلاف ہے۔ کیونکہ آج جس طرح قرآن کے حفظ کا اہتمام ہے ٹھیک اسی طرح ایک زمانے تک حد یثون کے یاد کرنے پر بھی زور دیا جاتا تھا۔ بعض مرتبہ اگر خلیفہ وقت کو کسی کے زیادہ حد یثین بیان کرنے پر شک گزرا تو اس کے حافظہ کا امتحان لینے سے بھی گریز نہ کیا۔ چنانچہ ایک بار ایسا ہی واقعہ خلیفہ وقت مروان بن الحکم کے دور خلافت میں پیش آیا اور ابوہریرہ کو اپنے دربار میں بلوا کر ان کا امتحان لیا۔^۳

تابعیین میں امام زہری کا بھی اسی طرح امتحان لیا گیا اس وقت خلیفہ وقت حاتم بن عبد الملک تھا۔^۴

۱- صبحی المالک، علوم الحدیث و مصطلحہ، ص ۱۵، بحوالہ بخاری، التاريخ الكبير ۱۸۷/۴

۲- ابن عبد البر، جامع بیان العلم - ص ۸۰

۳- مناظر احسن گیلانی، تدوین حدیث - ص ۲۳، بحوالہ بخاری، کتاب الکنی

۴- ایضاً بحوالہ، ذہبی، تذکرہ الحفاظ - ۲۰۱/۱

مندرجہ بالا باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صابہ اور تابعین حدیثین حفظ کرنے میں کتنے محتاط تھے اور بھول جانے کے خوف سے یاد کی ہوئی حدیثوں کا برابر اعادہ کرتے رہتے تھے۔ بھر یہی نہیں کہ سارا کا سارا ذخیرہ حدیث ہی حفظ کرے ذریعہ روایت کیا گیا بلکہ ایک بہت بڑا حصہ اسی کے ساتھ قلم بند بھی ہوتا رہا، بلکہ ایسے لوگوں کے پاس حدیثین لکھی ہوئی تھیں جو زبان روایت بیان کرتے تھے آئندہ صفحات میں ہم اس کا ایک جائزہ پیش کریں گے۔

باب پنجم

حدیث کی عہد نبوی میں تدوین

اس باب مین ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ دور نبوی اور صحابہ مین کتنا تحریری سرمایہ حدیث جمع ہو گیا تھا اور اختتام پہلی صدی ہجری تک پہنچتے پہنچتے صحابہ کیرے پاس صحائف حدیث کی تعداد کیا تھی ؟

اس عہد مین تین اراج کے صحیفے ملتے ہیں -

۱- احادیث کیرے وہ مجموعے جو خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کیرے حکم سے قلم بند کئے گئے -

۲- وہ مجموعے جن کو صحابہ نے آپ کی حیات ہی مین جمع کیا ، ان مین بعض لوگوں نے بغیر تصحیح حضور کے سامنے پیش بھی کیا -

۳- وہ مجموعے جن کو صحابہ نے آپ کی زبان مبارک سے سن کر یا صحابہ سے دریافت کر کے رسول کی حیات مبارکہ یا اس کے بعد جمع کیا گیا -

وہ صحیفے اور رسالے جنہیں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود حکم دے کر لکھوایا مند رجہ ذیل ہیں -

۱- صحیفہ علی بن ابوطالب (خلیفہ چہارم) (۲۳ ق ھ - ۴۰ ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کے تبیین مین سے تھے - نبی نے ان کو ایک بار حدیثوں کا املا کروایا - حضرت علی نے ان کو ایک بڑی سی دستاویز کے دونوں جانب لکھ لیا !

اس کے علاوہ ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس مین احکام زکواہ ، دیت اور حرم مدینہ سے متعلق احادیث لکھی ہوئی تھیں - بخاری مین ہے حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں ” عن ابی جحیفہ قال قلت لعلی رضی اللہ عنہ ، هل عندکم کتاب قال لا الا کتاب اللہ او

فہم اعلیہ ، رجل مسلم او ما فی ہذہ الصحیفہ ، قال قلت وما فی ہذہ الصحیفہ ،
قال العقل فکاک الاسیر ولا یقتل مسلم بکافر^۱۔

اس طرح کی ایک روایت ابراہیم تیمی سے بھی ہے جس میں احکام زکواہ ،
دیت اور حرم مدینہ کے علاوہ دیگر چیزوں کا بھی ذکر ہے وہ اپنے والد سے نقل
کرتے ہیں ۔ ” قال خابنا علی فقال ما عندنا کتاب نقروہ الا کتاب اللہ تعالیٰ
وما فی ہذہ الصحیفہ ، فقال فیہا الجراحات واسنان الابل ، والمدینہ حرم ما بین
عیرالی کذا فمن احدث فیہا حدثا او اوی فیہا محدثا فعلیہ لعنہ اللہ والملائکہ
والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ حرفا ولا عدلا و من تولى غیر موالیہ فعلیہ مثل
ذالك ، و ذمہ المسلمین واحدہ فمن اخضر مسلما فعلیہ مثل ذالك^۲۔
صحیفہ عمرو بن حزم^{رض} (متوفی ۵۰ ھ کے بعد)

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حیات میں ایک کتاب
لکھا کہ حضرت عمرو بن حزم کے ذریعے اہل یمن کے پاس روانہ کی ، جس میں تلاوت کلام پاک ،
نماز ، روزہ ، زکواہ ، طلاق ، عتاق ، قصاص ، دیت اور دیگر فرائض و سنن اور
کبیرہ گناہوں کی تفصیل لکھی تھی ۔ اس کتاب کے مشتملات دیکھے ہوئے اندازہ لگایا
جاسکتا ہے کہ یہ کتنی جامع کتاب تھی ۔ اس کتاب کے متعلق ابن قیم نے لکھا ہے کہ
” ہو کتاب عظیم فیہ انواع کثیرہ من الفقہ فی الزکوہ والدیات والاحکام و ذکر
الکبائر والطلاق والعتاق واحکام الطلوہ و مس الصحف و غیر ذالک ، قال الامام
احمد لا شک ان النبی کتبہ^۳۔

۱۔ بخاری ، کتاب الملم

۲۔ ایضاً ” کتاب الجہاد ، باب ذمہ المسلمین و جواز ہم واحدہ ۔

۳۔ زاد المعاد ۱ / ۳۰

اس کے علاوہ نبیؐ نے ان کے پاس دیگر ہدایتی خطوط و مسائل بھی لکھ کر بھیجے۔ حضرت ابو الحویرثؓ فرماتے ہیں ”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی عمرو بن حزم وهو بنجران عجل الاضحی واخر الفطر و ذکر الناس“^۱

حضرت عمرو بن حزم نے نبیؐ کو کہ ان تمام خطوط کو جمع کر رکھا، ان کے بعد ان سب کے وارث ان کے بیٹے ”ابوبکر بن عمرو بن حزم“ ہوئے اور عرصہ تک یہ کتاب اور خطوط ان کے خاندان میں محفوظ رہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ خلافت میں یہ تحریر ان کے خاندان سے برآمد کی گئی۔^۲

ابن طولون نے اپنی کتاب ”اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین“ میں ان خطوط کو شایع بھی کر دیا۔

صحیفہ وائل بن حجر (متوفی بزمان خلافت معاویہ)

حضرت وائل بن حجر حرموت کے شاہزادہ و ن مین تھے، مدینہ آکر مسلمان ہو گئے اور کچھ دنوں مدینہ قیام فرما کر جب وطن واپس ہونے لگے تو حضورؐ نے ان کو ایک صحیفہ لکھوا کر مرحمت فرمایا۔ جس میں نماز، روزہ، زکوہ و صدقات، شراب، سود، اور زنا سے متعلق احکام درج تھے (ان وائل بن حجر لما اراد الشخص الی بلادہ، قال یا رسول اللہ اکتب لی الی قومی کتابا، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتب لہ یا معاویہ فکتب ثلاثہ کتب، کتاب خاص بہ فضلہ علی قومه“^۳

صحیفہ معاذ بن جبل (متوفی ۱۸ھ)

حضرت معاذ بن جبل کے متعلق حضورؐ نے فرمایا ”اعلم بامتی با احلال

والحرام معاذ“^۴

۱۔ مشکوٰۃ، باب صلوة العیدین - ۱/ ۴۵۴
 ۲۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P. 48.

۳۔ دائرہ حیدر اللہ، الوثائق السیاسیہ ص ۲۰۳

۴۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ - ص ۱۹

ان کو نبی زیرِ زکوہ و صدقات اور معد نیاتِ سر متعلن ایک کتاب دے کر اذان (یمن کا ایک شہر) بھیجا۔ ڈاکٹر حمید اللہ زیرِ یہ روایت نقل کی ہے۔ "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارسل معاذ بن جبل الی الیمن مع کتاب الی باذان وكان فی اوله بسم الله الرحمن الرحيم۔ من محمد رسول الله الی کافه الناس۔ الی آخری"۔^۱

ایضا "قال معاذ بعثنی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن فامرنی ان آخذ من کل اربعین بقره۔ الی آخره"۔^۲
۵۔ صحیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

روایاتِ سر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کرے پاس کچھ حد یشین لکھی ہوئی رکھی تھیں۔ آپ کی وفات کے بعد اس کو آپ کی تلوار کی میان سے برآمد کیا گیا۔ ابن عبد البر یہ روایت نقل کرتے ہیں "وجد فی قائم سیف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صحیفہ فیہا مکتوب۔ من سرق تخوم الارض ملعون من تولی غیر موالیه، اوقال ملعون من جحد نعمه من انعم علیہ"۔^۳
۶۔ خطبہ حجہ الوداع (۸ھ)

فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابو شاہ یمنی نے حضور کا خطبہ سنا اور اس کو لکھوانیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی، حضور نے ان کو لکھوا کر دے دیا۔ بخاری میں ہے حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں "ان خزاعہ قتلوا رجلا

۱۔ ڈاکٹر حمید اللہ، الوثائق لیلہ السیاسیہ ص ۷۸

۳۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم۔ ص ۹

۴۔ بخاری، کتاب العلم۔

من بنی لیث عام فتح مکہ بقتیل منهم تثلوه فاخبر بذلك النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرکب راحلته فخاب فجاء رجل من اهل الیمن فقال اکتب لی یا رسول اللہ
فقال اکتبوا لا بی فلان" ^۱ (وفی الترمزی اکتبوا لابی شاہ) ^۲

حضور کا یہ خُلبہ روایات سیر معلوم ہوتا ہے کہ بہت طویل تھا جر مین
بالتفصیل احکام شرع بیان کئے گئے تھے۔ آپؐ کا یہ خُلبہ بخاری، مسلم، ترمزی،
ابوداؤد، ابن ماجہ اور حدیث کی دوسری اہم کتابوں میں بھی مرقوم ہے۔
۷۔ کتاب الصدقہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نبیؐ نے اپنی اواخر عمر میں عاملین کے پاس بھیجنے کے لئے " کتاب الصدقہ
لکھوائی جر مین جا نوروں کی زکوہ، زمین کی پیداوار اور معدنیات وغیرہ کی
شرحیں درج تھیں۔ کتاب الصدقہ ابھی روانہ نہیں کی جا سکی تھیں کہ آپؐ کی
رحلت کا حادثہ پیش آگیا۔ تاہم آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس پر عمل کیا
ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر عامل رہے۔ ابوداؤد مین ہے " عن سالم بن عبد اللہ
کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقہ فلم یخرجه الی عمالہ حتی
قبض فقرنه بسیفہ فعمل به ابوبکر حتی قبض ثم عمل به عمر حتی قبض" ^۳ بالآخر
یہ کتاب حضرت عمر ہی کے خاندان میں محفوظ رہی۔ حضرت عمر کے پوتے " سالم "
نے یہ کتاب امام زہری کو برائے مطالعہ دی تھی جس نے انہوں نے حفظ کر لیا۔
خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کی نقلین کروائیں۔ امام زہری فرماتے ہیں
" ہذہ نسخہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللذی کتبہ فی الصدقہ
وہی عند آل عمر بن الخطاب، قال ابن شہاب اقرا نیھا سالم بن عبد اللہ بن عمر
فوعتیھا علی وجھہا وہی التی انتسخ عمر بن عبد العزیز" ^۴

۱۔ بخاری، کتاب العلم۔ ۲۔ ترمزی، کتاب العلم۔

۳۔ ۴۔ ابوداؤد، کتاب الزکوہ، باب فی زکوہ السائمہ۔

۸۔ دستور مملکت۔

خوڑ۔ جب مدینہ تشریف لائے تو یہاں سخت انتشار تھا اور قبیلے آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے جس پر کئی بار جنگ و جدل کی صورت اختیار کر لی تھی یہاں کوئی مہری اصول اور متفق علیہ قانون نہ تھا نبیؐ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں اجتماعیت کی بنیاد رکھی اور امن قائم کرنے کے لئے وہاں کے باشندوں ، مہاجرین ، انصار اور یہود وغیرہ سے مشورہ کر کے ایک دستور مملکت ترتیب دیا اور پھر اس کو نافذ فرمایا ۔ اس تحریر میں حاکم و محکوم کے حقوق و واجبات کی تفصیلات وغیرہ درج تھیں اور اس طرح اس کی ابتدا تھی ۔ ” ہذا کتاب محمد نبی رسول اللہ بین المومنین والمسلمین من قریش و اہل یثرب ومن تبعہم فلحق بہم و جاہد منہم انہم امہ واحدہ من دون الناس ————— الی آخری“!

مذکورہ بالا صحائف و تحریری سرمایہ رہ مین جن کو نبیؐ نے بذات خود لکھوایا تھا جن مین بعض صحیفے مثلاً "صحیفہ" عمرو بن حزم ، صحیفہ" وائل بن حجر خطبہ" حجه الوداع اور کتاب الصدقہ بڑی جامن قسم کی کتابین تھیں جن مین احکام شرح بڑی تفصیل سے درج تھے۔ ان بڑے بڑے صحیفوں کے علاوہ آپؐ نے مختلف اوقات مین اپنے عاملین اور مانگنے والوں کو دین اسلام کے بڑے اور اہم احکامات لکھوا کر مرحمت فرمائے۔ اور کثیر تعداد مین معاہدے ، وثیقے ، وصیات ، دستاویزات ، اور پروانے وغیرہ عطا فرمائے۔ اس کے سوا انتظامی ضروریات کے تحت مختلف جگہ کے اپنے گورنروں ، قاضیوں اور محصلین وغیرہ کے لئے وقتاً فوقتاً" ہدایات اور احکامات بھیجتے رہتے تھے۔ اور بہت سے خطوط حکومت کے رشا اور قبائل کے سرداروں کے نام ارسال کئے گئے جس کی تفصیل کے لئے ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب الوثائق السیاسیہ سررہجوع کیا جاسکتا ہے۔

وہ صحیفہ جنہیں صحابہ کرام نے نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں لکھا۔

عہد نبوی میں احادیث کے مجموعوں کی تدوین ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

ان مجموعوں کی تدوین میں اہم صحابہ کرام درجہ لیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جیسے ممتاز صحابہ کرام شامل تھے۔ جن میں بعض نے لکھنے کے بعد سند تصدیق حاصل کرنے کے لئے خد متاقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔ جنکو تفہیم حسب ذیل ہے۔

۱۔ صحیفہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵ ہجری)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے قبل اسلام بڑھنا لکھنا

سیکھا تھا۔ انہوں نے ایک صحیفہ میں حضور ﷺ کی حدیثوں کو جمع کیا، جیسا کہ اس صحیفہ سے متعلق امام ترمذی فرماتے ہیں ”عن ابی ہریرہ قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالیمین مع الشاہد الواحد قال ربیعہ واخبرنی ابن سعید بن عبادہ قال وجدنا فی کتاب سعدان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین مع الشاہد“^۱ ان کے انتقال کے بعد اس صحیفہ کے وارث ان کے بیٹے ہوئے جو اس سے روایت بیان کرتے تھے۔^۲

۱۔ ترمذی، ابواب الاحکام، باب الیمین مع الشاہد۔

۲۔ صبحی الصالح، علوم الحدیث و مصالحوہ، ص ۲۴

۲۔ صحیفہ سمرہ بن جندب رض (متوفی ۵۹ھ)

حضرت سمرہ بن جندب رض نے اپنا نسخہ میں نبی ﷺ کی بہت سی حدیثوں کو جمع کیا ، جس کے وارث ان کے بیٹے ” سلیمان ” ہوئے جو اس صحیفہ سے روایات نقل کرتے تھے۔^۱ صبحی المالح فرماتے ہیں ” کہ خیال کیا جاتا ہے یہ وہی رسالہ ہے جس پر سمرہ رض نے ان کے بیٹے کو بھیجا تھا ، جس کے متعلق ابن سیرین نے فرمایا ” فی رسالہ سمرہ الی بنیہ علم کثیر “^۲

۳۔ صحیفہ رافع بن خدیج رض (ن ۱۲ھ ب ۷۴ھ)

حضرت رافع بن خدیج کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی ۔ خطیب بغدادی نے یہ روایت نقل کی ہے ۔

” قال رافع بن خدیج : مرعلینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، و نحن نتحدث فقال ما تحدثون ؟ قلنا ” نتحدث عنك يا رسول الله ” قال ” تحدثوا ، وليتروا من كذب على مقعدہ من جہنم “ قال ، و مضى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحاجته و نكس القوم رؤوسهم ، و امسكوا عن الحديث و هم ما سمعوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال : ” ما شانكم ؟ الا تحدثون ؟ قالوا ” اللذى سمعنا منك يا رسول الله ! “ قال ” انى لم ارد ذاك انما اردت من تعد ذالك “ قال فتحدثنا ، قال قلت يا رسول الله اننا نسمع منك اشياء فنكتبها ” قال ” اكتبوا ولا حرج “^۳

اس کے بعد انھوں نے حدیثیں لکھنا شروع کر دیں جس کے نتیجہ میں ان کے پاس ایک صحیفہ وجود میں آیا اور ان کے بیان کے مطابق اس میں حرم مدینہ سے متعلق احادیث لکھی

۱۔ ۲۔ صبحی المالح ، علوم الحدیث و مصطلحہ ، ص ۱۴۰ بحوالہ تہذیب التہذیب۔
۱۹۸/۴

۳۔ خایب بغدادی ، تقييد العلم - ص ۸۴

ہوئی تھی - وہ کہا کرتے تھے " فان المدینہ حرام حرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و هو مكتوب عندنا " ^۱ (ولم یروہ فی کتاب) -

۴۔ صحیفہ جابر بن عبد اللہ رض (متوفی ۷۸ ھ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صحابی جن کا انتقال مدینہ میں ہوا ،
مسجد نبوی میں ان کا حلقہ * د سر ہوتا تھا جس میں بڑی تعداد میں ان کے شاگرد
جمع ہوتے تھے - ربیع بن سعد فرماتے ہیں " رأیت جابرا یکتب عند ابن سابط
فی الواح " ^۲ ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں مناسک حج سے متعلق احادیث
لکھی ہوئی تھیں ، جسے امام مسلم نے کتاب الحج میں نقل بھی کیا ہے - امام ذہبی
فرماتے ہیں " حمل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علما کثیرا نافعا وله منسک صغیر
الحج " ^۳ ان کے شاگرد ون میں حضرت قتادہ بن عامر المدوسی (تابعی متوفی
۱۱۸ ھ) کے پاس حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ایک نسخہ تھا جس کے متعلق وہ کہا
کرتے تھے کہ وہ مجھے وہ صحیفہ قرآن کی سورہ بقرہ سے زیادہ اچھا یاد ہے - ^۴ ان
کے علاوہ حضرت جابر رض کے دوسرے ممتاز شاگرد ون میں حسن بصری ، سلیمان بن
قیس البشکری ، مجاہد ، عطاء ، محمد بن مسلم وغیرہ جیسے لوگ شامل ہیں جنہوں نے
حضرت جابر رض سے حدیثیں سن کر اپنے اپنے صحیفے تیار کئے - ^۵
۵۔ حضرت جابر رض سے ۱۵۴۰ حدیثیں مروی ہیں ، شیخین نے ۲۱۲ احادیث تخریج
کی ہیں جن میں ۶۰ متفق علیہ ہیں - ^۶

۱۔ ڈاکٹر حمید اللہ ، الوثائق السیاسیہ - ص ۴۷ ۲۔ ابن عبد البر ، جامع بیان العلم - ص ۹۱

۳۔ ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۱/ ۴۱

۴۔ صبحی الصالح ، علوم الحدیث و مصالحہ - ص ۱۵ بحوالہ التاريخ الكبير للبخاری ۴/ ۱۸۲

۵۔ M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 52

۶۔ خالد علوی ، حفاظ حدیث - ص ۲۱۲

۵۔ مجموعہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴ ھ)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ متعلق عام خیال یہ ہے کہ وہ کتابت حدیث کو ناسند کرتے تھے۔ خلیفہ بغدادی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ "عن ابو نضرہ عن ابی سعید خدری قال قلت لہ الا نکتب ما نسمع منہ؟ قال اتریدون ان تجعلوا ہا مصاحف فان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدثننا فاحفظوا منا کما حفظنا" ^۱۔
۱۔ روایت کو ذکر کرنے کے بعد خلیفہ بغدادی نے "باب رخصہ کتابہ العلم" میں انہیں کی ایک اور روایت بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ قرآن کے علاوہ حدیثیں بھی لکھتے تھے وہ فرماتے ہیں "کنا لا نکتب الا القرآن والتشہد" ^۲۔

اس کے بعد خلیفہ بغدادی ان متضاد روایات پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "من ان یضاہی بکتاب اللہ تعالیٰ غیرہ وان یشغل عن القرآن بسواہ فلما امن ذالک ودعت الحاجہ الی کتب العلم لم یکرہ کتبہ کما لم تکرہ الصحابہ کتب التشہد ، ولا فرق بین التشہد و بین غیرہ من العلوم ، فی ان الجمیع لیس بقرآن ولن یکون کتب الصحابہ ما اکتبہ من العلم ، وامروا بکتب الا احتیاطا" ^۳۔

یعنی یہ لوگ قرآن سے مشابہت اور اس سے عدم التفات کے ذریعے کتابت حدیث کو ناپسند کرتے تھے لیکن اس کے بعد جب یہ خوف جاتا رہا اور لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے اس کو برا نہیں سمجھا اور دیگر صحابہ بھی اس کو برا نہیں مانتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تشہد وغیرہ لکھتے تھے ، جبکہ قرآن کے سوا اور تشہد لکھنے میں کوئی فری نہیں ہے اور صحابہ کرام کا یہ فعل

۱۔ خلیفہ بغدادی ، تقييد العلم - ص ۳۷

۲۔ ایضاً " ص ۹۳

۳۔ ایضاً " ص ۹۳

رسول اللہ ﷺ کی حد یثون میں احتیاط پر مبنی تھا -

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بار بار میں یہ نہیں معلوم کہ کتنی مقدار میں انھوں نے حد یثین جمع کی لیکن آپ کی کل مرویات ۱۱۷۰ ہیں - شیخین نے ۱۱۱ احادیث کی تخریج کی ہے جن میں ۴۳ متفق علیہ ہیں -

۷ - صحیفہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲ھ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی متعلق بھی ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ کتابت حدیث کی خلاف تھی - خلیف بغدادی فرماتے ہیں "عن مرہ قال بینما نحن عند عبد اللہ اذ جاء ابن قرہ بكتاب قال "وجدته بالشام فاعجبني فجئت به" قال فنذر فيه عبد اللہ ثم قال "انما هلك من كان قبلكم با اتباعهم الكتب و تركهم كتابهم" قال ثم دعا بطست ماء فمائه فيه ثم محاه "۱ لیکن دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے زمانہ میں قرآن اور دعاء استخارہ اور تشہد لکھا کرتے تھے۔ ۲ ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے ایک کتاب نکال کر لائے اور قسم کھا کر کہا کہ یہ ان کے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ ۳ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کمرویات ۸۴۸ ہیں شیخین نے ۶۴ احادیث کی تخریج کی ہے -

۸ - صحیفہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (ن ۲ھ - ۶۸ھ) -

آپ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے - حضور ﷺ ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کے

۱ - خلیف بغدادی، تقييد العلم - ص ۵۳

۲ - D. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE 44, بحوالہ ابن حنبل، الملل و معرفة الرجال ۱ / ۳۲۲ (مخاولة) استنبول -

۳ - ابن عبد البر، جامعہ بيان العلم - ۱۹

لثیر دعا فرمائی تھی " ان یفقه فی الدین ویعلمہ التاویل " ^۱ آپ علم حاصل کرنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیتے تھے سخت لو اور گرمی کے زمانے میں صحابہ کرام کے مکان سر جا جا کر حد یثین معلوم کرتے اور ایک ایک بات معلوم کرنے کے لئے کئی کئی صحابہ کے پاس جاتے تھے۔ ^۲ آپ جو علم حضورؐ یا صحابہ سے حاصل کرتے اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ خایب بغداد : " فرماتے ہیں " ان عباسی یا تی ابارافخ فیتول ما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم کذا ؟ ما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم کذا ؟ ومع ابن عباس الواح یکتب فیہا " ^۳ و عن عبد اللہ بن علی عن جدتہ سلمی قالت رایت عبد اللہ بن عباس معہ الواح یکتب علیہا عن ابی رافخ شیاً من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " ^۴ اور وہ کہا کرتے تھے " خیر ما قید بہ العلم الکتاب " ^۵

ان کے مکتوب ذخیرہ کے متعلق موسی بن عتبہ فرماتے ہیں " ومنع عندنا کرب حمل بعیر من کتب ابن عباس " ^۶ ان کے بعد اس ذخیرہ کے مالک ان کے بیٹے " علی " ہوئے جو ان صحائف سے حد یثین کر کے بیان فرماتے تھے۔ ^۷

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی کی وفات پر حضرت رافخ بن خدیج رضی نے فرمایا " مات الیوم من کان یحتاج علیہ من بین المشرق والمغرب فی العلم " ^۸

لیکن بعض دوسری روایات سے ان کے متعلق یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ

۱- ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۱ / ۳۸
 ۲- Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 40.

۳- خایب بغدادی تقييد العلم - ۱۱۰

۴- طبع ابن سعد ۲ / ۳۷

۵- خایب بغدادی - تقييد العلم ص ۹۲

۶- ایضاً ص ۱۳۶

۷- علوم الحديث صبی المالک ، علوم الحديث و مطالعہ ص ۲۰

۸- ابن سعد ۲ / ۳۷۳

کتابت حدیث کے خلاف تھے۔ خایب بغدادی نے ابن عباس سے کتاب حدیث کے خلاف یہ روایت نقل کی ہے۔ "ابن عباس کان ینہی عن کتاب العلم وانه قال انما اطل من تلبکم الکتب"۔^۱

ان مذکورہ بالاد و نون صورتوں میں تطبیق اسی اس ممکن ہے جبکہ یہ مان لیا جائے کہ وہ شروح میں کتاب حدیث سے خلاف تھے لیکن بعد میں ان کی رائے تبدیل ہو گئی تھی اور کتابت حدیث پر متفق ہو گئے تھے جیسا کہ خلیب بغدادی کی بھی یہی رائے ہے۔^۲ یا وہ جو کتابت حدیث سے احتراز کرتے تھے تو یہ ان کی اپنی ذاتی رائے تھی۔

۸۔ صحیفہ حضرت انس بن مالک رض (ق ۱۰ ب ۹۳ ھ)

حضرت انس بن مالک رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ آپ کی والدہ ام سلیم بخت ملحان ان کو رسول ص کے پاس لائین اور عرض کی یہ بچہ آپ کی خدمت کرے گا۔ چنانچہ انس بن مالک نے خاندان نبوت میں پرورش پائی چنانچہ رسول اللہ ص ان کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ انھوں نے نبی ص کی دس سال تک خدمت کی جس سے ان کو نبی ص سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ پہلی صدی ہجری کے آخر تک حضرت انس بن مالک حیات رہے۔

حضرت انس بن مالک رض کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ جب آپ حدیث بیان کرتے تو ان کے پاس کچھ کتابین ہوتیں اور ان کو شاگردوں کو دیتے ہوئے فرماتے "ہذہ ما کتبتھا ثم قراتھا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔^۳ وہ اپنے

۱۔ خایب بغدادی، تقييد العلم - ص ۴۲، ۴۳، ابن عبد البر جامع بيان العلم ص ۷۹

۲۔ ان کی رائے حضرت ابوسعید خدری کے بیان میں گزر چکی۔

۳۔ خایب بغدادی، تقييد العلم - ص ۹۵

شاگردوں کو حد یمن لکھائیں کی تلقین کیا کرتے تو فرماتے تھے "تقید و العلم بالکتاب" ^۱ کنا لا نعد علم من لم یکتب علیہ علما ^۲

آپ کی ک م روایات ۲۲۸۶ ہیں شیخین نے ۳۱۸ احاد بٹ کی تخریج کٹی ہے ان

میں ۱۸۸ متفق علیہ ہیں۔

۹۷۔ صحیفہ مادہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص (ت ۲۷ھ پ ۶۳ھ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان لوگوں میں ہیں جن کو ایمان کی

دولت اور والد سے قبل حاصل ہوئی ^۳ عربی زبان کے ساتھ ساتھ سریانی زبان سے

بھی واقف تھے ^۴ آپ جو بات حضور سے سنتے یا آپ کو کرتے دیکھتے اسے لکھ

لیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہیں "لم یکن احد من اصحاب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حدیثا منی الی عبد اللہ بن عمرو بن العاص فانه

کتب ولم اکتب" ^۵ جس پر ان کے بعض ساتھوں نے اعتراض کیا کیونکہ بعض چیزیں نبی ص

سے ایسی بھی صادر ہوتی ہیں جن کا لکھنا غیر ضروری ہے۔ اس کے بعد انھوں نے

حدیثیں لکھنا ترک کر دیا اور رسول ص سے سارا واقعہ بیان فرمایا نبی ص نے

جواب میں فرمایا تم لکھ لیا کرو۔ جیسا کہ ذیل کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ کنت اکتب کل شیء اسمعه من رسول اللہ صلی اللہ وسلم ارید

حفاه فنهتني قريش وقالوا اکتب کل شیء اسمعه و رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یتکلم فی الرضا والغضب؟ فامسکت عن الکتاب، فذکرت ذالک برسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فاما باصبه الی فیہ وقال اکتب فواللذی نفسی بیدہ

ما یخرج فیہ الا حق" ^۶ جس کے نتیجے میں ان کے پاس الک صحیفہ وجود میں آیا

۱۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم، ص ۹۱

۲۔ ذایب بخداد، تقیید العلم، ص ۹۱

۳۔ بیہقات ابن سعد، ۴ / ۲۶۲

۴۔ ایضا، ۴ / ۲۶۶

۵۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم، ص ۸۹۔ ۶۔ ایضا، ص ۹۰

جس کا نام انھوں نے صحیفہ صادقہ رکھا ^۱۔ بعض حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے جب حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور مدینہ تشریف لائے ، جس کے چند ماہ بعد آپؐ کی وفات ہو گئی ، تو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری احادیث آپؐ کے سامنے بڑھیں تو خود آنحضرتؐ نے ان کی تصدیق فرمائی اور اس مجموعہ کا نام ”الصحیفہ الصادقہ“ تجویز فرمایا ^۲۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اس صحیفہ سے بہت محبت کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے ”ما یرغبنی فی الحیاہ الا خلتان الصادقہ والوہابہ“ ، فالصادقہ فصحیفہ کتبتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الوہابہ فاراد تصدیقہا عمرو بن العاصؓ کان یقوم علیہا ^۳۔

ابن اثیر کے مطابق اس صحیفہ میں ایک ہزار حدیثیں تھیں ^۴۔ اگرچہ یہ صحیفہ موجود نہیں تاہم اس کی مرویات بواسطہ مسند احمد آج بھی موجود ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کے اس صحیفہ میں کچھ ایسی بھی حدیثیں تھیں جن میں حضورؐ نے ابوبکرؓ کو مخاطب کیا تھا۔ راشد الحبرانی فرماتے ہیں ”اتیت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ فقلت حد ثنا ما سمیت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالقی الی صحیفہ ، فقال ہذا ما کتب لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذارت فاذا فیہا ۱۰ ان ابابکر الصدیق قال یا رسول اللہ اعلمنی ما اقول اذا اصبحت او امسیت فقال یا ابابکر قل — الی اخرہ ^۵۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کے اس صحیفہ کے وارثان کے خاندان کے لوگ ہوئے بقول محمد عجا : خایب ”غالب قیاس یہ ہے کہ ان کے پوتے عمرو بن شعبہ اس صحیفہ

۱۔ خایب بغدادی ، تفسیر العلم — ص ۷۸ - ۲۔ فضل احمد غزنوی ، مجمع مقام حدیث ص ۲۳۵

۳۔ ابن عبد البر ، جامع بیان العلم — ص ۹۱

۴۔ ابن اثیر ، اسد الغابہ — ۳ / ۲۴۳ (فی ترجمہ عبد اللہ بن عمرو)

۵۔ خایب بغدادی ، تفسیر العلم — ص ۵۸

سے حدیث کی روایت کرتے تھے۔^۱

حضرت عمرو بن العاص ابنہ شاگرد وں کو حدیثین املا کرتے تھے۔ خایب بغدادی روایت نقل کرتے ہیں "عبداللہ بن عمرو یملی الحدیث"^۲ اور بہت سے شاگرد وں کو حدیثین لکھ کر یا خود انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے لکھیں۔^۳

۱۔ نقوش رسول نمبر ۶/۲۲۸ بحوالہ تہذیب التہذیب ۸/۲۸

۲۔ خایب بغدادی: تہذیب العلم ص ۸۵

۳۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P. 44

باب ششم
حدیث کی عہد صحابہ میں تدوین

عہد صحابہ اور تدوین حدیث

گذشتہ اوراق سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ نے نبیؐ کی حیات میں بہت سے صحیفے لکھے لیکن بعض صحابہ نے نبیؐ کی موجودگی میں حدیثوں کو لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس نہیں کی کہ جو چیز ان کو معلوم نہ ہوتی وہ براہ راست نبیؐ سے دریافت کر لیتے۔ لیکن نبیؐ کی رحلت کے بعد انہوں نے اس کمی کو محسوس کیا اور حدیثیں لکھنے کی طرف توجہ کی، چنانچہ اس زمانے میں حدیثیں لکھنے اور نہ لکھنے کا اختلاف بھی ختم ہو گیا اور تمام صحابہ حدیثیں لکھنے پر متفق ہو گئے۔

ابن صلاح فرماتے ہیں "ثم انه زال ذالك الخلاف واجمع المسلمون على تسويغ ذلك و ابا حنبله ، ولولا تدوينه في الكتب لدرس في العصر الاخر"۔ جس کے نتیجے میں بہت سے صحائف اور مجموعے لکھے گئے۔ اس کام میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ نے شرکت کی انہیں کی بدولت جو ذخیرہ حدیث تیار ہوا ہم یہاں اس کا ذکر کرتے ہیں

۱۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (خلیفہ اول) (متوفی ۱۳ھ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ انہوں نے ایک صحیفہ

۔ ابن صلاح ۱ علوم الحدیث المعروف بمقدمہ ابن صلاح ص ۷

میں رسولؐ کی نانہ سو حد یثین کو جمی کیا ^۱ اور یہ کہتے ہوئے اس کو نذر آتش کردیا کہ "ہوسکتا ہے کہ جمہ شجر سے میں نے حد یثین سن کر لکھی ہیں وہ شخص میرے نزدیک معتبر ہو لیکن درحقیقت ایسا نہ ہو" ^۲ اس روایت کو امام ذہبی نے ذکر کرنے کے بعد فرمایا "لا یصح" ^۳ یعنی یہ بات صحیح نہیں۔ جب کہ دوسرے حضرات نے اس روایت کی تحقیق میں جائز بغیر اس کو نقل کر دیا ^۴ اور ابوریاح نے اس روایت کو حضرت ابوبکر کے کتابت حدیث کے خلاف میں پیش کیا ہے ^۵ اس روایت پر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا "حالانکہ ابوبکر آنحضرتؐ کے اتنے قریب تھے کہ وہ اگر حد یثین جم کرنا چاہتے تو درمیان میں کسی تیسرے آدمی کو لائے کی ضرورت نہ تھی (یعنی وہ سید ہے نبیؐ سے روایت کرتے) لیکن اگر یہ بات صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر نے حد یثین لکھیں اور پھر ان کو نذر آتش کر دیا تو اس سے ابتدا عہد میں حد یثین لکھنے کی شہادت ملتی ہے جبکہ صحیفہ جلا نے کا عمل ایک دوسری وجہ سے وجود میں آیا ^۶

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکاری خطوط میں نبیؐ کی حدیثوں کو نقل کرتے تھے اور لکھ کر دوسروں کو بھی دینے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر بنا کر بھیجتے وقت ایک کتاب ان کے حوالے کی جس میں زکوہ کی شرحوں سے متعلق احادیث درج تھیں۔ ابوداؤد کی روایت ہے ”ان ابابکر کتبہ لانس و علیہ خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین بفقہ صدقا و کتبہ لہ فاذا فیہ ہذہ فریضہ الصدقہ الیٰ فرضا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المسلمین — الیٰ اخرہ“ ۷

۱۲۶ - زمینی ، تذکرہ الحفاظ - ۱ / ۵

۴۔ منار احسن گیلانی ، تدوین: حدیث ، ڈاکٹر حمید اللہ ، صحیفہ ہمام ، ابوریاح
اضواء علی السنہ وغیرہ ۔

DR. M. MAZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 43 -0

٦- الضأ

٧- ابيوداود ، كتاب الذكوه ، باب في زكوه السائمه ، بخارز ، كتاب الزكوه

اس ارج حضرت ابوبکر نے عمرو بن العاص کے پاس ایک خط لکھا جس میں نبی ﷺ کی حد یثین لکھی ہوئی تھیں۔^۱

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلیفہ دوم) (۲۰ ق ھ - ۲۳ ھ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی متعلق کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ حد یثین لکھنے اور بیان کرنے کے خلاف تھے اور اس کے استشہاد میں مندرجہ ذیل روایات کو پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت عروہ کی روایت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر حد یثین کو حکومت کی نگرانی میں تدوین کرانا چاہتے تھے لیکن انھوں نے اس مسئلہ پر مزید غور و فکر کر کے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا۔ جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے "عن عروہ بن زبیر ان عمر بن الخطاب اراد ان يكتب السنن فاستشار ابي ذالك اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشاروا عليه ان يكتبها ، فففق عمر يستخير الله فيها شهرا ، ثم اصبح يوما وقد عزم الله له فقال " اني اردت ان يكتب السنن ، واني ذكرت قوما كانوا قبلكم كتبوا كتبها ، فاكبوا عليها و تركوا كتاب الله ، واني لا ابسى كتاب الله بشئ ابدأ " ^۲ (وفی روایہ اخری اضعف هذا اللفاظ) (من كان عنده فيها بشئ لم يحمه) ^۳

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابوذر رضی اللہ عنہ اور ابوذر داء رضی اللہ عنہ کو حراست میں لے لیا تھا اور ان حضرات پر یہ فرد جرم عاید کیا گیا کہ یہ لوگ حد یثین کو کثرت سے بیان کرتے ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں "ان عمر حبس ثلاثه ابن مسعود و ابا الدرداء و ابا مسعود الانصاري فقال قد اكثرتم الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ^۴

Dr. M. M. AZMI. STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE P. 35-1

بحوالہ: برانی، المعجم الكبير ۵/۱ (۱۰۰) (مخطوطہ) استنبول۔

۲۔ خایب بنداد، تنقید العلم ص ۴۹

۳۔ ابن ابی شیبہ ص ۸۳

۴۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ۱/۱

۳۔ حضرت قرآنہ بن کعب^{رض} اور ان کے ساتھیوں کو حضرت عمرؓ نے عراق روانہ کرتے وقت یہ ہدایات دی تھیں کہ وہ حدیث کو کم بیان کریں گے (عن الشعبی عن قرآنہ بن کعب قال لما سیرنا عمر الى العراق مثنی معنا عمر فقال اتدرون لم شیعتکم ک قالوا نعم مکرمہ لنا قال ومع ذالک انکم تاتون اهل قریہ لم دی بالقرآن کدی النحل فلا تصدوہم بالاحادیث فتشغلوہم جود والقرآن و اقلوا لروایہ عن رسول اللہ وانا شریککم فلما قدم قرظہ بن کعب قالوا حد ثنا فقال نہانا عمر رضی اللہ عنہ^۱۔

۴۔ حضرت ابو سلمہ کی روایت جس میں حضرت ابوہریرہؓ سے انہوں نے دریافت کیا کہ وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی اسی طرح روایت بیان کرتے تھے؟ جواب میں ابوہریرہؓ نے فرمایا اگر میں ان کے زمانہ میں ایسا کرتا تو ضرور دیر کھاتا (عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ و قلت لہ اکت تحدث فی زمان عمر عمر ہکذا فقال لئو کنت احدث فی زمان عمر مثل ما احدثکم لضربنی بمخفقتہ^۲۔

ان دلائل کی روشنی میں اس بات کو ثابت کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی روایت حدیث کے خلاف تھے حالانکہ حضرت عمروؓ کی روایت کے سلسلے میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی فرماتے ہیں ”یہ حدیث مرسل ہے اور اس روایت کی ثقاہت غیر معتبر ہے“^۳ آگے فرماتے ہیں دوسرے یہ کہ اگرچہ قرآن کی تعلیمات کے لئے مدد سے قائم تھے اور اسی مقصد کے تحت معلمین اور ہراد ہر روانہ کیے جاتے تھے لیکن ابھی تک قرآن کی

۱۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ۷/۱

۲۔ ایضاً

۳۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. ۳۰

۴۔ ایضاً

مکمل کا بیان اسلامی ریاستوں کو فراہم نہیں کی جاسکی تھیں ، ایسی صورت میں یہ تصور کر لینا مشکل ہے کہ حضرت عمر قرآن کے مقابلہ میں حدیث کو اولیت دینا چاہتے تھے جبکہ کتاب اللہ کو ابھی توجہ کی ضرورت تھی ^۱۔

اس کے باوجود اگر اس روایت کو قبول بھی کر لیا جائے جب بھی اس میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ حضرت عمر کا کتابت حدیث سے انکار رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے بموجب تھا ۔ مصافحی اعظمی صاحب فرماتے ہیں ” اگر حدیث کی کتابت منشاء نبوت کے خلاف ہوتی تو تمام صحابہ تدوین حدیث کے موقف پر متفقہ طور پر ہو گئے تیار نہ ہوتے ^۲۔“

حضرت ابن مسعود ، ابوذر اور ابودرداء کو حراست میں لینے والی روایت جس میں ان حضرات پر کثرت روایت بیان کرنے کا جرم ثابت کیا گیا ، حقیقت میں ابن مسعود کے علاوہ (جن کی کل مرویات ۸۴۸ ہیں) ۸۰ اور ۱۷۹ حسب ترتیب ہیں جن کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کثیر تعداد ہے ^۳ ۔ دوسرے یہ کہ حضرت عمر نے ابنہ اور خلافت میں ابن مسعود اور ابودرداء کو کوفہ اور دمشق کا معلم بنا کر روانہ کیا ^۴ ۔ حضرت عمر نے ابن مسعود کو کوفہ روانہ کرتے وقت ایک خط لکھ کر ان کے حوالے کیا جس میں لکھا تھا ” انی قد بعثت الیک عمارا میرا و عبد اللہ بن مسعود معلمہ و وزیرا و هما من النجباء “ من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم من اہل بدر فاقتدوا بہما و اسمعوا وقد اثر تکم بعبد اللہ بن مسعود علی نفسی ^۵۔“

حضرت قرظہ بن کعب والی روایت صاحب سنن دارمی نقل کرنے کے بعد

۱۔ Dr. M. M. AZMI. STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 57. —

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً

۵۔ ذہبی تذکرہ الحفاظ ۱ / ۱۴

فرماتے ہیں ”معنا ہ عندی الحدیث عن ایام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس السنن والفرائد“^۱

علامہ شبلی نے اس روایت سے مراد غزوات کی خبریں لی ہیں۔^۲

اسی حدیث کے سلسلے میں حضرت امام ولی اللہ فرماتے ہیں ”اس سے مراد وہ حدیثیں ہیں جو کسی حکم شرعی سے تعلق نہ رکھتی ہوں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل و عادات سے واسطہ رکھتی ہوں یا وہ حدیثیں جو علی سبیل الذان ہیں لیکن یہ تحقیق ثابت نہیں اور جن کے حفظ میں بھروسہ نہیں کی گئی“^۳

البتہ حضرت ابوہریرہ والی روایت سے ضرور اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر عام حدیثوں کی کثرت روایت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ امام ذہبی اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں ”وقد کان عمر من وجہ ان یخلی الماحب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مرہم ان یقلوا الروایہ عن نبیہم ولئلا یتشاغل الناس بالاحادیث عن حفظ القرآن“^۴

یا جیسا کہ علامہ بلاذری نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عمر سے یہ مسئلہ بوجھا تو آپ نے فرمایا ”لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث اوانتصر لحدیثکم بہ“^۵

انہیں وجوہات کے پیش نظر حضرت عمر ان احادیث کی روایت میں احتیاط برتتے تھے جن کا احکام شرح سے کوئی تعلق نہ ہو۔ درحقیقت اس کا سبب اور وجہ حضور ﷺ کی وہ حدیث تھی جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا ”من کذب علی فلیقبوا مقعدہ“

۱۔ دارمی، ص ۷۴، باب من ذہاب الفتیۃ مخافہ السقط۔

۲۔ علامہ شبلی نعمانی، الفاروق ۲/۲۰۷

۳۔ امام ولی اللہ، ازالہ الخفاء (اردو ترجمہ) مولانا عبدالشکور، مولانا انشاء اللہ، ص ۲/۲۴

۴۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ۱/۷

۵۔ علامہ شبلی نعمانی، الفاروق ۲/۲۰۷ بحوالہ انساب الاشراف

من النار" ^۱ اس معاملہ میں حضرت عمر ہی صرف تنہا نہیں بلکہ دوسرے بڑے بڑے صحابہ بھی احتیاطاً برتتے تھے۔ دآرمی میں ایسی بہت سی روایات مذکور ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے صحابہ جب کوئی حدیث بیان فرماتے تھے تو ان پر خوفِ الہی ہوجاتا تھا اور روایت حدیث میں آمیزش کر خوف سے بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

ابن مسعود کان ان حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الايام

ترید وجہہ وقال ہکذا او نحوہ ہکذا او نحوہ ^۲

عن الشعبی قال جا لست ابن عمر سنتہ فلم اسمعہ یزکر حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ^۳

کان انہ قلیل الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان اذا حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن سائب بن یزید قال خرجت مع سعید الی مکہ فما سمعتہ یحدث حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رجعت الی المدینہ ^۴

ابو الدرداء اذا حدث حدیثا قال اللہ الا ہکذا او کذلک ^۵

لیکن احکام و مسائل والی حدیثوں کی اشاعت نہ صرف آپ پسند فرماتے تھے بلکہ اس کی کتابت کا حکم دیتے تھے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت قرظہ بن کعب والی روایت میں وضو سے متعلق ہدایات کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ لوگ اہل عران کے سامنے عملی زندگی سے متعلق رسول اللہ کی احادیث بیان کریں ^۶ آپ اپنے سرکاری خطوط میں حدیثوں کو نقل بھی کرتے تھے ابو عثمان النہدی فرماتے ہیں "اتانا کتاب عمر و نحن مع عتبہ بن فرقد"

۱۔ بخاری کتاب العلم

۲۔ ۵۔ دآرمی ۶ ص ۴۶—۴۷

۳۔ ۶۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE P 58

بآذ ر بائجان ان رسول الله صلى الله وسلم نعى عن الحرير الا هكذا و اشار
 با صبعيه التين تليان الابهام ، فيما علمنا انه يعنى العلم "١" اس كره علاوه
 خود حضرت عمر كره پاسر كنى ايسى دستا ويزات تهين جن مين اموال كى زكوه كره متعلق
 احاديث لكهى هوئى تهين - امام مالك فرماتر هين " انه قرأ كتاب عمر بن الخطاب
 فى الصدقه قال - فوجدت فيه ، بسم الله الرحمن الرحيم - الى آخره "٢
 حضرت عمر كى ان دستا ويزات كره وارث عبد الله بن عمر هوئى جنهين ابن عمر كره
 غلام (رافع) ان كره سامنر پڑھ كر سناتر تهرے - امام بخارى فرماتر هين عن رافع عن
 ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ليس فيما دون خمس اواق صدقه
 وقال لنا ابو صالح عن الليث قال حدثنى رافع ان هذا نسخه كتاب عمر ، و
 عرطها رافع على عبد الله مثله "٣

اس كره علاوه حضرت عمر لوگون كو علم (يعنى حديث) كى كتابت كا مشورہ
 ديا كرتے تهرے اور اس كى تلقين فرمايا كرتے تهرے - جامع بيان العلم اور دارمى مين
 ان كا قول مذکور هير وه كهيا كرتے تهرے " قيد و العلم بالكتاب "٤ اور اس كو
 عملى جامه پہنانے كره لئى آب صحابه كو معلمين بنا كر ادھر ادھر بهيجتے رھتے تهرے
 ابن مسعود اور ابوذر كره علاوه (جن كا ذكر كر چكا) اور بهى دوسرے بهتسرے لوگون
 كو قرآن و سنه كا معلم بنا كر روانه كيا - حضرت حسن فرماتر هين كه عبد الله بن
 مغفل ان دس آدميون مين تهرے جن كو حضرت عمر نے تعليمى فقه كره لئى همارے پاس
 بهيجا - ٥

ابو موسى كو بصره كى جانب بهيجا تو ابو موسى نے آكر كهيا كه مجھے

١- بخارى ، كتاب الباس باب لبس الحرير واقتراشه للرجال وقد رما يجوز -

٢- ذكر حميد الله ، الوثائق السياسيه ص ١٧٢

٣- بخارى ، التاريخ الكبير ، ٢١٨/١

٤- ابن عبد البر جامع بيان العلم ص ٩١

٥- ناه رلى الله ، ازاله الخفاء (ارد و ترجمه) مولانا عبد الشكور ،

مولانا انشاء الله - ٤٢٧/٢

امیرالمومنین نیز اس لئیر بخیبا میر کہ مین تمحین کتاب اللہ اور سنت رسول کی تعلیم
د ون اور تمھاری راہون کو تمھارے لئیر اف کرد ون^۱۔

ان مذکورہ بالا باتوں سر یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر کتاب
حدیث کے مرکز خلاف نہ تھے۔ ہاں وہ ایسی روایات پر ضرور با بندی لگانا ہاتھ
تھیر جو احکام میں کسی اثر تعلق نہ رکھتی ہوں۔
۳۔ حضرت ابوہریرہ۔ (ق ۱۹ - ۵۹ ہ)

حضرت ابوہریرہ نے جنگ خیبر (۶ ہ) میں اسلام قبول کیا^۲۔ اس کے بعد
وہ ہمہ وقت نبی کے ساتھ رہے۔ حضرت ابوہریرہ کو رسول اللہ سے حدیثیں سیکھنے
کے علاوہ کوئی دوسرا کام نہ تھا۔ مدینہ میں نبیؐ ان کی پوری کفالت کرتے تھے
جیسا کہ وہ خود بیان فرماتے ہیں۔ ”انی کنت امراً مسکیناً اصحب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی ملء بطنی“^۳۔

حضرت ابوہریرہ نبیؐ کے ساتھ چار سال رہے^۴۔ ان کی مرویات دیگر
صحابہ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں۔ امام بخاری نے فرمایا ”روی عنہ اکثر

۱۔ شاہ ولی اللہ، ازالہ الخفاء (اردو ترجمہ) مولانا عبدالشکور، مولانا انشاء اللہ
۴۲۷/۲ بحوالہ الاستیعاب۔

۲۔ ابن عبد البر، الاستعیاب ۴/۲۰۶، ابن حجر، الاصابہ ۴/۲۰۳۔

۳۔ ایضاً ”الاصابہ ۴/۲۰۲۔

۴۔ ایضاً ”(قال داؤد بن عبد اللہ عن حمید الحمیدی صحبت رجلاً صاحب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم أربع سنين كما صحبه ابوهريره) لیکن ابن حجر نے اسی
کے ساتھ ایذا اور روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تین سال رہے۔
اس سلسلے میں ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب فرماتے ہیں ”کہ حضرت ابوہریرہ کو جس
ایہ سال کے لئیر رسول اللہ نے بحرین بھیجا تھا اگر اس کو نکال دیا جائے تو تین
سال رہتے ہیں۔ لیکن اگر ایمان لا کر وقت سیر لیر کر وفات تک دیکھا جائے تو
چار سال مکمل ہو جاتے ہیں۔“ (Dr. M. M. Azmi. STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. 35.)

من ثمانما ۛ رجل من بين صاحب و تابع"۱

ان ڪر ابتدائي زمانير ڪر متعلق نهين ڪها جاسڪتا ڪه وه حد يثين لڪهتير
تهر يا نهين ، اوآخر عمر مين ان ڪر پاس حد يثون ڪر ڪتي مجموعير تير ۲ فنييل بن
حسن بن عمر بن اميه الضمري انير والد سير نقل ڪرتير هين " تحدث عند ابي هريره
بحديث فانكره فقلت اني سمعت من ۛ فقال ان كنت سمعته مني فهو مكتوب
عندي ۛ فاخذ بيدي الي بيته فارانا كتبنا كثيره من حديث رسول الله صلى الله
عليه وسلم فوجد ذلك الحديث ۛ فقال قد اخبر تداني ان كنت حديثك به فهو
مكتوب عندي"۳

حضرت ابوهريره ڪي يه تمام حد يثين عبد العزيز بن مروان ڪر پاس موجود
تهين ۴

حضرت بشير بن نهيك نير حضرت ابوهريره ڪي حد يثون ڪا ايك نسخه تيار ڪيا
وه فرما تير هين " كتبت عن ابي هريره كتابا فلما اردت ان افارقه قلت يا ابا
هريره اني كتبت عنك كتابا ۛ فارويه عنك ؟ قال نعم اروه عني"۵
همام بن منبه نير حضرت ابوهريره ڪي حد يثون ڪا ايت نسخه تيار ڪيا جو
دريافت هو ڪر شايع بهي هو ڪا هر ۶

مروان ابن الحكم نير ايك نسخه ابوهريره سير لکھت جسے ابو الزعزه نير نقل ڪيا ۷
ابن سيرين نير ابوهريره سير ايك ڪتاب نقل ڪي ۸

۱- ابن عبد البر ۛ الاستيعاب ۴/ ۲۰۶

۲- ايننا ۱/ ۹۵

۳- ايضا-

۴- Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 37

۵- خليب بغداد ي ۛ تقييد العلم - ۱۰۱

۶- ڈاڪٽر حميد الله نير اسرايڊ ۛ ڪر ڪر حيدر آباد دکن سير بنام " صحيفه همام"
۱۰۶۱ مين شايع ڪر ديا -

۷- بحواله ابن كثير ۛ الجليل ۱/ ۱۰۶ - Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 38.

۸- ايضا - بحواله العسادي ۛ تاريخ ۱۳/۲ (۳) (مخطوط) المتبول

سميد المتبرى نيرايك كتاب ابوهريره سير لكهي ابن حجر فرما تير هين
 " كان سعيد المقبرى يحدث عن ابى هريره " ۱

۴۔ حضرت عائشه ام المومنين رض (متوفى ۵۸ ھ)

عورتون مين حضرت عائشه كى مرويات سب سیر زياد ھ هين ان كى كل مرويات
 ۲۲۱۰ هين۔ ڈاكٲر مصافى اعلمى فرما تير هين " يه واضح نهين كه حضرت عائشه
 لكهنا جانتى تهين يا نهين ليكن يه بات يٲٲينى اور پر كهى باسكتى هے كه وه پڑھنا
 جانتى تهين ۲ ان سیر كى بار سوالات د ريفت كٲر گٲر جر كا انھون نیر تحریرى
 جواب ديا ۔ حضرت معاويه نیر ان كیر پاس كى بار خلوط لكھے كه نبى ص كى
 حد يٲٲين لكھ كر بهيج د ين جوابا " انھون نیر حد يٲٲين لكھ كر بهيجين ۔ مسند احمد
 مين روايت هے " كتب الى ام المومنين ان اكتبى الى به فكتبت اليه به كتابا " ۳
 حضرت عروھ ام المومنين كیر بها نجر تھیر وه حضرت عائشه كى حد يٲٲون كو
 لكھ ليا كرتير تھیر ۔ وه فرما تير هين ايك دن حضرت عائشه نیر ان سیر كھا " يا بنى
 يبلغنى انك تكتب عنى الحديث ثم تعود فتكتبه فقلت لها اسمعه منك على بطنى
 ثم اعود فاسمعه على غيره فقالت هل تسمع فى المعنى خلافا ؟ فقلت لا قالت لا باس
 نالك " ۴

اسر لحاظ سیر حضرت عروھ كیر پاس متعدد كتابين جمع هوگى تهين جو
 واقعہ حره تك موجود تهين اور واقعہ حره كیر موقع بر ضايع هونیر سیر ان كو بر حد
 صدمه پہنچا ۔ هشام بن عروھ ابنر والد سیر نقل كرتير هين " انه اھترقت كتبه

۱۔ ذھبى ۵ تھذيب التھذيب ۳۴۲/۹
 ۲۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 46.

۳۔ مسند احمد ۸۷/۶

۴۔ خايب بغدادى ۵ الكفايه ص ۲۰۵

يوم الحره ، وكان يقول وددت لو ان عندى كتيبى باهلى ومالى ^۱۔

۵۔ عبداللہ بن عمر بن الخطاب رض (۱۰۴-۷۴ھ)

حدیث کے معاملہ میں بڑے محتاط خیال کے تھے۔ حدیث کا ایک لفظ

بھی بدلنا پسند نہیں فرماتے تھے جہ جائیکہ اس کے معنی بدل جائیں جیسا کہ

مسند حمیدی میں ہے ”کان ابن عمر اذا سمع شیاً لم یزد فیہ ولم ینقص فیہ

ولم یجاوزہ الی غیرہ ولم یتصرعہ“ ^۲ انھوں نے اپنے زمانے میں سیاسی اختلافات

میں پڑنا پسند نہیں کیا اسی لئے وہ سب سے الد تھلک رہے۔ ان کو حدیث و سنت

رسولؐ سے بے حد لگاؤ تھا۔

ان کے پاس ایک کتاب ان کے والد حضرت عمر کی بھی تھی جس کے وہ وارث تھے

حضرت نافع (عبداللہ بن عمر کے غلام) اس کتاب کو ان کے سامنے پڑھ کر سنا تے تھے ^۳

ان کی کتابوں کی تعداد کئی ایک تھی حضرت نافع ہی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں

”کان ابن عمر اذا اراد ان یخرج الی السوق ناز فی کتبہ“ ^۴

حضرت ابن عمر حدیثیں لکھنے والوں کی ہمت افزائی کرتے تھے وہ کہا

کرتے تھے ”قید و اهذا العلم بالکتاب“ ^۵

حضرت ابن عمر کے سوا ان کے بیٹے ”سالم“ بھی حدیثیں لکھا کرتے تھے۔

دارمی میں ہے ”ان سالما کان یکتب“ ^۶ ان کے شاگرد ون میں نافع ، سعید بن جبیر

۱۔ ابن عبدالبر ، جامع بیان العلم - ۹۶

۲۔ حمیدی ، مسند حمیدی ص ۳۰۲

۳۔ ابن عبدالبر ، جامع بیان العلم ص ۹۱

۴۔ بخاری ، التاريخ الكبير ۱/۱/۱ / ۳۲۵

۵۔ دارمی - ص ۶۹

۶۔ ایضا - ص ۶۶

عبید اللہ بن عمر عبد العزیز بن مروان ، عبد الملہ بن مروان اور عمر بن عبید اللہ
نیران سیرا بنیرا بنیرا نسیخ تیار کئے۔^۱
۶۔ ابویوب الانصاری رض (متوفی ۵۲ ھ)

حضرت ابویوب انصاری رض رسول اللہ کی حدیثوں کو لکھ کر انہیں بھانچہ کو
بھیج دیا ۔ مسند احمد میں ہے ” عن بحیی بن جابر الدائلی اخبرنی ابن انس ابی
ایوب الانصاری انه كتب اليه ابویوب یخبره انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فذكر ^۲ ” اور ان ہی کے خاندان میں ایوب بن خالد بن ایوب کے پاس ایک
مجموعہ تھا جسے وہ انہیں داتا سیر منسوب کرتے تھے ۔ امام احمد فرماتے ہیں
” الولید بن ابی الولید عن ایوب بن خالد بن ابی ایوب الانصاری حدثه عن
ابیه عن جده ابی ایوب الانصاری ^۳ ” اس صحیفہ میں ۱۱۲ حدیثیں لکھی
ہوئی تھیں ^۴ لیکن اس صحیفہ کے بارے میں ڈاکٹر مصطفی اعظمی صاحب فرماتے ہیں
” کہ یہاں یہ بات واضح نہیں کہ یہ مجموعہ خود ابویوب انصاری نے لکھا تھا یا
ان کے لڑکے یا بوٹے نے تیار کیا تھا ^۵ ”
۷۔ ابوبکرہ (متوفی ۱۵ ھ)

انہوں نے رسول اللہ کی حدیثوں پر مشتمل ایک خطا بنیرا بیٹے کو لکھا
جو اس وقت سجستان میں گورنر تھے ۔ مسلم میں ہے ” عبد الرحمن بن ابوبکرہ قال

۱۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 45-46.

۲۔ مسند احمد ۴۱۳/۵

۳۔ ایضاً ۴۲۳/۵

۴۔ ایضاً

۵۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 34.

کتب ابی و کتبت له الی عبید اللہ بن ابی بکرہ و هو قاضی بسجستان ان لا تحکم بین
اثنین و انت غضبان — الی آخره ^۱۔

۸۔ ابو رافع رض (متوفی ۴۰ ھ سر قبل)

حضرت ابو رافع رسول اللہ کی حدیثوں کو لکھ لیتے تھے اور لکھ کر
دوسرے لوگوں کو بھی دیتے تھے۔ خلیفہ بغدادی فرماتے ہیں "عن ابی بکر بن
عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام، قال دفع الی ابورافع کتابا فیہ استفتاح
الصلاه" ^۲۔ عبد اللہ بن عباس ان کے پاس جا کر حضورؐ کے اقوال و افعال معلوم کرتے
اور پھر انہیں لکھ لیتے تھے۔ تقیید العلم میں ہے "کان ابن عباس یأتی ابلا رافع
فیقول ما صنع رسول اللہ یوم کذا و مع ابن عباس الواح یکتب فیہا" ^۳۔

۹۔ عبد اللہ بن ابو اوفی رض (متوفی ۸۶ ھ)

حضرت عبد اللہ بن ابو اوفی حدیثوں کی کتابت کیا کرتے تھے ایک بار
انہوں نے رسول اللہ کی حدیثوں کو لکھ کر عمر بن عبید اللہ کے پاس بھیجین۔
صحیح مسلم میں ہے "عن ابی النضر عن کتاب رجل من اسلم من اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقال له عبد اللہ بن ابی اوفی فکتب الی عمر بن عبید اللہ حین
سار الی الحروریہ یخبرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان — الی آخره" ^۴۔
حضرت سالم (عبد اللہ کے کاتب) نے اس کی ایک نقل تیار کی جسے انہوں نے
اپنے ایک دوست کی درخواست پر ان کو دیدیا۔ مسند احمد میں ہے "ان عبد اللہ

۱۔ مسلم، کتاب الاقصیہ، باب کراہیہ قضا القاضی و هو غضبان۔

۲۔ خلیفہ بغدادی، الکفایہ ص ۳۳۰

۳۔ خلیفہ بغدادی، تقیید العلم ص ۹۲

۴۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب کراہیہ تمنی لقاء العدو۔

بن اوفی کتب الی عبید اللہ اذا اراد ان یغزوا الحروریہ فقلت لکاتبہ
وکان لی مد یقہ انسخہ لی ففعل ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لا تمنوا
لقاء العدو "۱

۱۰۔ عبد اللہ بن زبیر رض (متوفی ۵۸ ھ)

حضرت عبد اللہ بن زبیر نے حضرت عتبہ کو ایذا لکھا جر مین حد یثین
لکھی ہوئی تھیں۔ امام احمد فرماتے ہیں "عن سعید بن جبیر قال کنت جالسا عند
عبد اللہ بن عتبہ ابن مسعود وکان ابن الزبیر جعلہ علی القضاہ اذا جاء ہ کتاب
ابن الزبیر"۲

۱۱۔ اسماء بنت عمیر رض (متوفی ۴۰ ھ کرب بعد)

روایت سیر معلوم ہوتا ہے کہ اق کرے پاس حد یثون پر مشتمل لکھا ہوا ایذا
صحیفہ تھا۔ روایت مین ہے "وجد فی کتاب عند اسماء بنت عمیر من کلام رسول اللہ"۳
۱۲۔ براء بن عازب رض (متوفی ۷۲ ھ)

حضرت براء بن عازب جب درسد بیتے تو شاگرد ان کی حد یثون کو لکھتے
تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حبش فرماتے ہیں "رایتہم یکتبون عند البراء"۴
۱۳۔ خطاب بن قیس بن خالد رض (متوفی ۶۵ ھ)

قیس ابن الہیثم کرے پاس انھوں نے ایذا لکھا جر مین رسول اللہ کی
حد یثون کو لکھا اور اصابہ مین ہے "کتب خطاب بن قیس لما مات یزید بن معاویہ
اما بعد ۵ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی آخرہ"۵

۱۔ مسند احمد ۴ / ۳۵۳ ، ۳۵۴

۲۔ ایضا ۴ / ۴

۳۔ یحییٰ ، تاریخ الیمتوبی ۲ / ۱۰۱

۴۔ غایب بغداد ، تقیید العلم ۱۰۵

۵۔ بن حجر ، الاصابہ ۲ / ۱۹۸

۱۴۔ حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ (متوفی ۱۱ ہ)

انہوں نے نبیؐ کی بعض حدیثوں کو جمن کیا۔ تقييد العلم مين ہر
"كتاب عن الرسول عند ابنته فاطمه في مكارم الاخلاق"۱

۱۵۔ حضرت فاطمہؓ بنت قيس

انہوں نے حضرت ابوسلمہ کو رسول اللہ کی احادیث کا املا کرایا۔
صحيح مسلم مين ہر "ابوسلمہ عن فاطمہ بنت قيس قال كتبت ذال من فيضا كتابا
تالت كنت عند رجل من بني مخزوم فوالقني البتة فارسلت الى اهله ابتغي
انفقه"۲

۱۶۔ حسن بن علیؓ (۳ - ۵۰ ہ)

ان کے پاس رسول اللہ کی احادیث کا ایک کتاب مین لکھی ہوئی تھیں۔
وہ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو حدیثیں لکھنے کی ہدایات کرتے تھے۔ خايب بغدادی
فرماتے ہیں۔ "قال الحسن بن علي لبنیه و بنی اخیه تعلموا تعلموا فانکم صغار
قوم اليوم تكون كبار هم غدا فمن لم يحفظ فليكتب"۳

۱۷۔ عتبہ بن مالکؓ (متوفی د ور خلافت معاویہ)

حضرت انس بن مالکؓ ان سے بہت متاثر تھے۔ وہ اپنے بیٹوں کو بھی حدیثیں
لکھنے کا حکم دیتے تھے مسلم مین ہر "قال قدمت المدینه فلقیت عتبہ بن فقلت

۱۔ خايب بغدادی، تقييد العلم، ۹۹۔

۲۔ صحيح مسلم، کتاب الدلائل، باب المطلقه البائن لا نفقه لها۔

۳۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 51.

۴۔ خايب بغدادی، الکفايه، ۲۲۹۔

بلغنی عندک - متن الروایہ - قال انس فاعجبنی هذا الحديث فقلت لا بنی اکتبه
فکتبه "۱

۱۸ - اسید بن حنیر رضی

انہوں نے فقہی حدیثوں کو لکھ کر مروان کو بھیج دین مسند احمد میں ہے
" و ان مروان کتب الیہ ان معاویہ کتب الیہ ایما رجسرق منه سرقہ فمواحت بها
بالثمن ھ حين وجدھا قال فکتبت الی مروان ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی
انہ اذا کان - الی آخرہ "۲

۱۹ - واثلہ بن الاثقی رضی (ق ھ ۲۲ ب ۸۳)

حضرت واثلہ ابنہ شاگرد ون کو حدیثین لکھواتے تھے - خایب بغدادی
فرماتے ہیں " املاً واثلہ ابن الاثقی الاحادیث فی الاداب الشرعیہ "۳
۲۰ - زید بن ارقم رضی (متوفی ۶۶ ھ)

حضرت زید بن ارقم نے حدیثین لکھ کر انس بن مالک کو بھیج دین -
مسند احمد میں ہے " عن النضر بن انس ان زید بن ارقم کتب الی انس بن مالک زمن
الردہ "۴

۲۱ - ابی بن کعبہ رضی (متوفی ۲۲ ھ)

نبی ص کر قدیم صحابی جو قرآن کریم ماهر تھے ، رفیع بن مہران نے اید
نسخ ضخیم کتاب جو قرآن کی تفسیر پر مشتمل تھی ، ابن کعبہ سے نقل کرتے تھے -

۱ - صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل
الجنۃ تاماً -

۲ - خایب بغدادی ، تقييد العلم ص ۹۹

۳ - مسند احمد ۴ / ۲۲۶

۴ - مسند احمد ۴ / ۳۲۰

۲۲۔ شمعون العنودی الانصاری رض

حضرت شمعون کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرطاس (کاغذ) کے دونوں جانب لکھا جسے انہوں نے دبا کر ایک جگہ سے دیا ابن حجر فرماتے ہیں ”وہو اول من طوى الطومار و كتب فيه مد رجا مقلوبا“^۱

۲۳۔ شداد بن عوس بن ثابت رض (ق ۱۲ ب ۵۸ ھ)

آپ شاعر اسلام حضرت حسان بن ثابت کے بھائی تھے۔ انہوں نے سفر حج میں اپنے دوستوں کو حدیثوں کا املا کرایا۔ امام ذہبی روایت نقل کرتے ہیں ”ازود کما حدیثا کان رسول اللہ یعلمنا فی السفر والحضر فاملی علینا وکتبناہ“^۲

۲۴۔ سبیعہ الاسلمیہ رض

حضرت عتبہ اور مسروق نے ان سے عدت سے متعلق نبی کی حدیثوں کو معلوم کیا جواباً انہوں نے تفصیل کے ساتھ ایک خط لکھا جس میں نبی کی حدیثوں کو نقل کیا۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں ”عن عامر قال کتبت سبیعہ الاسلمیہ الی عبد اللہ بن عتبہ تروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه امرها بالانکاح بعد قليل من وفاة زوجها بعد ما وضعت“^۳

۲۵۔ سلمان فارسی رض (متوفی غالباً ۳۲ ھ)

انہوں نے حدیثیں لکھ کر حضرت ابودرداء کو بھیج دیں۔^۴

۲۶۔ سہل بن سعد السعدي رض (ق ۹ ھ-۹۱ ھ)

ابو حازم نے سہل کی حدیثوں کو جمع کیا جو ابن حازم کے ذریعے منقول

۱۔ ابن حجر، الاصابہ ۱۵۳/۲ ۲۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء ۳۳۳/۲

۳۔ خطیب بغدادی، الکفایہ ص ۳۲۲

۴۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE

۵۔ بحوالہ ذہبی، میزان الاعتدال ۵۴۶/۴

ہوئین -^۱

۲۷۔ نعمان بن بشیر رض (متوفی ۶۴ ہ)

انہوں نے قیس بن الہیثم کو حد یثین لکھ کر بھیج دین - مسند احمد
مین ہے "عن الحسن ان النعمان بن بشیر کتب الی قیس ابن الہیثم انکم اخواننا"^۲
حبیب بن سالم (نعمان کے کا تب) نے کچھ حد یثین جمع کیں پھر اس کو نعمان کے
لڑکے یزید بن نعمان کے پاس بھیج دیا (قال حبیب فلما قام عمر بن عبد العزیز
و کان یزید بن النعمان بن بشیر فی صابته فکتب الیہ - الی آخرہ "^۳

۲۸۔ محمد بن مسلمہ الانصاری رض (ق ۳۱ ب ۴۶ ہ)

ان کی وفات کے بعد ان کی تلوار سے ملحق حد یثون پر مشتمل ایک صحیفہ
برآمد ہوا -^۴

۲۹۔ مغیرہ بن شعبہ رض (متوفی ۵ ہ)

حضرت معاویہ نے ان کو حد یثین لکھنے کو کہا - انہوں نے حد یثین لکھ
کر معاویہ کو ارسال کر دین - صحیح مسلم مین ہے "قال کتب معاویہ الی المغیرہ
اکتب الی بشی سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکتب الیہ انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول - الی آخرہ "^۵

۱۔ ابن حجر ، تہذیب و التہذیب ۴ / ۳۳۳

۲۔ مسند احمد ۴ / ۲۷۷

۳۔ ایضاً ۴ / ۲۷۳

۴۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 54.

بحوالہ رمہر مذی ، المحدث الفاضل بین الراوی والواعی ص ۵۶ (اے)

مخلوہ - استنبول -

۵۔ صحیح مسلم کتاب الا قضیہ ، باب النہی عن کثرة السؤال -

۳۰۔ معاویہ بن ابوسفیان رض (متوفی ۶۰ ھ)

حضرت امیر معاویہ حد یثون کی کتابت کرتے تھے اور اپنے خطوط میں ان کو نقل بھی کرتے تھے انھوں نے مروان کو ایک خط لکھا اور اس میں نبی کی حد یثون کو نقل کیا۔ مسند احمد میں ہے "ان عباس بن عبد اللہ بن عباس انکح عبد الرحمن بن الحکم ابنتہ وانکحہ عبد الرحمن ابنتہ وقد کاتب جعلا صداقا فکتب معاویہ بن ابی سفیان و هو خلیفہ الی مروان یا مرہ بالتفریق بینہما وقال فی کتابہ ہذا الشعار الذی نہی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اس طرح ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رسول کریم کی حد یثون کی کتابت ان کے حکم سے کرتے تھے۔^۲

اس کے علاوہ انھوں نے بہت سے دیگر صحابہ اور صحابیات کو خطوط لکھے جس میں حد یثین لکھ کر بھیجنے کی درخواست کی گئی تھی۔ ان حضرات میں حضرت عائشہ رض اور مغیرہ بن شعبہ رض خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔^۳

۳۱۔ جریر بن عبد اللہ البجلی رض (متوفی ۹۴ ھ)

حضرت جریر بن عبد اللہ نے حد یثین لکھ کر حضرت معاویہ کو بھیج دینے۔ مسند احمد میں ہے "فکتب جریر الی معاویہ انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول — الی آخرہ"۔^۴

۳۲۔ جابر بن سمرہ رض (متوفی ۷۴ ھ)

حضرت جابر بن سمرہ نے عامر بن سعد کو حد یثین لکھ کر بھیج دینے۔

۱۔ مسند احمد ۹۴/۴

۲۔ ابوداؤد، کتاب الزکوہ، باب من یعطی المدقہ وحد الغنی۔

۳۔ ان حضرات کا بیان انھیں سے متعلق بیان میں گزر چکا۔

۴۔ مسند احمد ۳۶۱/۴

صحيح مسلم مين مير " عن عامر بن سعد ابي وقاص قال كتبت الى جابر بن سمره مع
 غلامى نافع اخبرنى بشئ سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
 فكتب الى انى سمعته يقول انا الفوط على الحوز "ـ

ا- صحيح مسلم ه كتاب الفضائل ه باب اثبات حوز نبينا صلى الله عليه وسلم
 وصفاته -

باب ہفتم
حدیث کی عہدِ نابین میں تدوین

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اس وقت ایک لاکھ سیر زاید آپ کے جانثار صحابہ موجود تھے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ لوگ مختلف شہروں اور ملکوں میں پھیل گئے جو علم انھوں نے براہ راست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا اسے زندہ کیے آخری لمحات تک دوسروں تک منتقل کرتے رہے اور اس سے ہر خاص و عام کو فیض بخشتے رہے۔ تقریباً ”پہلی صدی ہجری کے اختتام تک“ صحابہ کرام کا زمانہ رہا اس کے بعد ان کے شاگرد و تابعین نے ان کی ذمہ داریوں کو سنبھالا اور قرآن و سنت کی تعلیم کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور اسے پوری طرح حفظ و کتابت کے ذریعہ محفوظ رکھا۔

اگرچہ حدیثیں لکھنے پر اتفاق دوسرے صحابہ میں ہو چکا تھا، بعض وہ صحابہ جو نبی کے زمانہ میں آپ کی احادیث کو لکھنا غیر ضروری سمجھتے تھے آپ کی وفات کے بعد ان حضرات نے بھی حدیثیں لکھنا شروع کر دیں جس کی تفصیل گذشتہ ابواب میں گزر چکی۔ تاہم تابعین کے زمانہ میں بھی بعض ایسے حضرات کا ذکر ملتا ہے جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کتابت حدیث کے خلاف تھے حالانکہ ان حضرات کا وہ بیان جس سے یہ سمجھا گیا کہ وہ کتابت حدیث کے خلاف تھے اس کے بالکل برعکس ہے مثال کے طور پر ابراہیم نخعی کہا کرتے تھے ”قل ما کتب رجل کتاباً الا اتکل علیہ“^۱ (یعنی جو لکھتا ہے وہ لکھے ہوئے پر بھروسہ کرتا ہے) حالانکہ ابراہیم نخعی کا مقصود اس بیان سے حافظہ کو کتابت پر ترجیح دینا ہے۔ اس طرح عام الشعبی اپنے قوت حافظہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”ما کتبت سوداً فی بیضاء قط الا استعدت حدیثاً من انسان مرتین“^۲ (یعنی میں نے کبھی کوئی حدیث نہ لکھی اور نہ کسی سے دوبارہ پڑھنے کو کہا) اس سے بھی یہی مطلب اخذ کیا گیا کہ وہ

۱۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم، ص ۸۶

۲۔ ایضاً ص ۸۵

کتابت حدیث کے خلاف تھے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں ان کے اس بیان کو نظر انداز کیا گیا جس میں انھوں نے حدیثوں کی کتابت کے متعلق فرمایا تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات حدیثیں لکھتے تھے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ تابعین کے پاس دور صحابہ ہی میں بہت سے مجموعے اور صحیفے وجود میں آچکے تھے اور برابر یہ سلسلہ جاری تھا۔ لیکن جب یہ عظیم المرتبت اور علم کی مایہ ناز ہستیاں اس جہان سے رخصت ہونے لگیں تو اس وقت کے ارباب علم کو یہ خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں ان عظیم ہستیوں کے ساتھ نہ اس علم ہی نہ اٹھ جائے لہذا علم دوست خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز (متوفی ۱۰۱ھ) نے تمام بلاد اسلامیہ میں ایک سرکاری حکم نامہ جاری کیا کہ رسول اللہ کی حدیثیں جہان دیکھو انہیں لکھ لو، کیونکہ علم کے مٹ جانے اور اس کے اہل اٹھ جانے کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے قاضی ابوبکر بن حزم، جو اس وقت مدینہ میں قاضی تھے، ایک خط لکھا ”انظر ما كان من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فاكتب فاني خفت د روس العلم و ذهاب العلماء ولا تقبل الا حديث النبي صلى الله عليه وسلم والتفتوا العلم والتجلسوا حتى يعلم من لا يعلم فان العلم لا يهلك حتى يكون سره“^۱۔

عمر بن عبدالعزیز کے اس حکم کے بعد تمام اسلامی ممالک میں باقاعدہ سرکاری طور پر حدیثوں کی کتابت از سر نو شروع کر دی گئی۔ خود حضرت ابوبکر بن حزم نے بھی خلیفہ کے حکم سے احادیث جمع کیں لیکن اس سے قبل وہ اپنی سعی سے خلیفہ کو مبالغہ کرتے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔

۱۔ بخاری، کتاب العلم، باب الحرص على الحديث۔

محمد بن مسلم شہاب الزہری پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے خلیفہ کے

حکم کی تعمیل میں سبقت کی اور ان کے خوابوں کو تعبیر کی صورت میں پیش کیا -

چنانچہ خلیفہ نے امام زہری کی جمع کی ہوئی حدیثوں کو نقل کروا کر تمام بلاد

اسلامیہ میں بجمواد یا - ابن شہاب اپنے اس کام پر بڑا فخر محسوس کرتے تھے اور

کہا کرتے تھے کہ اس علم کو میری طرح مجھ سے پہلے کسی نے مدون نہیں کیا -^۱

ابن شہاب کے اس کام کی نسبت مختلف کتابوں میں یہ آتا ہے "اول من

دون العلم ابن شہاب الزہری"^۲ لیکن مستشرقین نے اس بیان سے غلط مطلب اخذ کیا -

اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حدیثوں کی کتابت کا کام سب سے پہلے امام زہری نے

شروع کیا - دوسرے لفظوں میں ان سے پہلے کسی نے حدیثوں کو نہیں لکھا جبکہ

امام زہری سے پہلے صحابہ اور تابعین کے زمانے میں حدیثوں کی کتابت ایک تسلیم

شدہ حقیقت ہے - مزید برآں یہ کہ خود نبی نے اپنی نگرانی میں بعض بڑے جامع قسم

کے صحیفے تیار کروائے - مشہور متشرق گولڈ زیہر نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے

کہ نبی ﷺ کے زمانے میں بعض صحیفوں کا وجود تھا -^۳

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے جن تابعین نے حدیثوں کی کتابت شروع

کی ان میں قاضی ابوبکر بن حزم اور امام زہری کے علاوہ مختلف ائمہ تابعین نے

حدیثوں کی کتابت میں حصہ لیا جس کے نتیجے میں دوسری صدی ہجری میں احادیث

کے بہت سے بڑے جامع قسم کے صحائف تیار ہوئے -

اس زمانے میں جن لوگوں نے حدیثوں کی کتابت کی ان میں اولین اور نمایاں

حضرات مندرجہ ذیل ہیں -

۱ - محمد فاروق خان، حدیث کا تعارف - ص ۱۴۶ بحوالہ جامع بیان العلم، باب

ذکر الرخصہ فی کتابہ العلم -

۲ - ابن عبدالبر، جامع بیان العلم - ۹۴

۳ - پہلے باب سے لے کر ذیل کے بیان سے دیکھو -

۱۔ ابن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) مدینہ مین -

۲۔ عبدالملک بن جریج (متوفی ۱۰۰ھ) مکہ مین

۳۔ سعید بن عروبہ (متوفی ۱۵۰ھ) بصرہ مین

۴۔ حماد بن سلمہ (متوفی ۱۶۷ھ) بصرہ مین

۵۔ ربیع بن صبیح (متوفی ۱۶۰ھ) بصرہ مین

۶۔ سفیان الثوری (متوفی ۱۶۰ھ) کوفہ مین

۷۔ معمر بن راشد (متوفی ۱۵۳ھ) یمن مین

آئمہ اربعہ

۱۔ امام ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ)

۲۔ امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ)

۳۔ امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ)

۴۔ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)

اس دور مین جو مجموعے احاد یث لکھیر گئے ان مین موطا امام مالک کو

نمایان حیثیت حاصل ہے اس کے علاوہ مند رجہ ذیل کتب حدیث اختیار ہوئیں -

۱۔ جامع اوزاعی (متوفی ۱۵۷ھ)

۲۔ جامع بن جریج (متوفی ۱۵۰ھ)

۳۔ کتاب الخرج ، قاضی ابویوسف (متوفی ۱۸۳ھ)

۴۔ کتاب الآثار ، امام احمد (متوفی ۱۸۹ھ)

۵۔ مصنف شعبہ بن حجاج (متوفی ۱۶۰ھ)

۶- مصنف لیث بن سعد مصری (متوفی ۱۷۵ھ)

۷- ^{مصنف} سفیان بن عتبہ (متوفی ۱۹۸ھ)

واضح رہے کہ تابعین کے زمانے میں حدیث کے ساتھ اقوال صحابہ اور تابعین کو بھی لکھ لیا جاتا تھا جیسا کہ اس زمانے کی موطا امام مالک سے ظاہر ہے۔ اور دوسری صدی میں ایسے صحائف اور مسانید تیار ہوئی جو صرف حدیث رسول پر مشتمل تھیں اور اقوال صحابہ و تابعین کو اس سے الگ رکھا گیا۔ ان میں مسند ابوداؤد الطیالہی اور مسند احمد بن حنبل قابل ذکر ہیں جبکہ ابواب کے تحت حدیثیں لائے کا کام تبع تابعین کے بعد کا ہے جو امام بخاری کے ہم عصر تھے۔ نیز اس دور میں صحاح ستہ کی تدوین بھی عمل میں آئی۔ اس آخری باب میں ہم تابعین میں وہ حضرات جو ایک صدی کے اختتام سے پہلے اور اس کے بعد حدیثیں لکھتے تھے اختصار کے ساتھ ان کا ایک جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اختتام پہلی صدی سے پہلے کے جامعین حدیث۔

۱- کردوس بن عباس الثعلبی (ق ۱۰ھ - ۶۰ھ)

حضرت کردوس بن عباس الثعلبی حضرت ابن مسعودؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، ابومسعود انصاریؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عائشہؓ، اشعس بن قیس اور حذیفہ سے روایات نقل کی ہیں^۱۔ وہ حدیث کی کتابوں کو پڑھتے تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں ”قال ابووائل کان کردوس یقرأ الکتب“^۲

۱- ابن حجر، تہذیب التہذیب ۸/۴۳۱

۲- ایضاً ۸/۴۳۲

۲۔ شراحیل بن شرحبیل (۱ھ - ۶۰ھ)

حضرت معاویہ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا^۱ ان کے شاگرد ان

سے حد یثین لکھتے تھے^۲

۳۔ حارث بن عبد اللہ الاعور (۱۵ - ۶۵ھ)

انھوں نے حضرت علی بن ابوطالب سے احادیث نقل کیں اور ان کے پاس

کئی کتابیں تھیں^۳ ان کے شاگردوں میں حضرت عبد اللہ بن ابی اسحاق نے حد یثین

لکھیں^۴ ابن حجر فرماتے ہیں ” ولم یسمع ابو اسحاق من علقمہ ولم یسمع

من حارث الاعور الا ربعة احادیث والباقی کتاب“^۵

۵۔ عبیدہ بن عمر و السلمانی (۱۰ - ۷۳ھ)

آپ کے پاس بہت سی کتابیں تھیں لیکن ان کو یہ خوف تھا کہ کہیں لوگ ان

کے بعد میں انھیں سمجھنے اور بیان کرنے میں غلطی نہ کریں - لہذا انھوں نے

بستر مرگ پر حکم دیا کہ ان سب کتابوں کو تلف کردیا جائے یا جلا کر ختم کردیا جائے^۶

اور انھوں نے اپنے ایک شاگرد ابراہیم جو ان کے سامنے حد یثون کی کتابت کیا کرتے

تھے، ان کو یہ حکم دیا کہ ان میں سے کسی کتاب کو باقی نہ رکھا جائے^۷

لیکن ابن سیرین کے قول کے مطابق وہ نہ صرف لکھنا ناپسند کرتے تھے

بلکہ پڑھنا بھی^۸ اور انھیں کے ایک دوسرے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس

۱۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۴/ ۳۱۹

۲۔ بحوالہ ابن حبان البقی، انتقادات ص ۳۲۱ (معلوم) ماخوذہ

۳۔ ایضاً ” ص ۶۵ بحوالہ RAZIM IMIIM 78

۴۔ ایضاً ” ص ۶۵ بحوالہ رازی، الجرح والتعدیل

ص ۲۶/۱/۳

۵۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE

۶۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۸/ ۶۵

۷۔ بحوالہ ابن سعد ۶/ ۶۲

۸۔ ایضاً ” بحوالہ ابن حبان، الملل و مفرقہ الرجال ۱/ ۱۴۲

۹۔ ایضاً ” بحوالہ ابن حبان، الملل و مفرقہ الرجال ۱/ ۱۴۳

اطراف لکھی ہوئی تھیں^۱ اس کے علاوہ ابن حجر کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شریح ان کو حد یثین لکھ کر دیتے تھے (وقال ابن نمیر کان شریح اذا اشکل علیہ الامر کتب الی عبیدہ)^۲ ان ساری باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب فرماتے ہیں ”کہ وہ حد یثین لکھنے کے خلاف ہرگز نہ تھے البتہ یہ ممکن ہے کہ طریقہ“ تعلیم کی تبدیلی کی وجہ سے انھوں نے بعض وقت نا پسند اور پھر پسند کیا ہو“^۳

۱۔ سلیمان بن قیس الیشکری (۳۰ - ۷۰ ھ ۸۰ ھ)

انھوں نے حضرت ابوسعید خدری وغیرہ سے حد یثین نقل کیں ان کے حد یثین لکھنے سے متعلق تقييد العلم میں یہ روایت درج ہے ”اخبونا ابوبشر قال قلت لابی سفیان قال لا اراک تحدث کما يحدث سليمان الیشکری؟ قال ابوسفیان ان سليمان الیشکری کان یکتب ولم اکن اکتب“^۴

۲۔ حرمان بن ابان (ق ۱۰ ھ - ۷۵ ھ)

انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے ملاقات کی اور بصرہ کے لوگ ان سے حد یثین لکھتے تھے^۵

۸۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود (۲۵ - ۷۹ ھ)

انھوں نے اپنے والد اور حضرت علی وغیرہ سے تھوڑی مقدار میں حد یثین نقل کیں۔ ان کے صاحبزادے ”معن“ کے پاس ان کی ایک کتاب تھی جو احادیث اور اقوال ابن مسعود پر مشتمل تھی^۶

۱۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE . P. 62

۲۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۸۶/۱

۳۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE . P. 62

۴۔ خلیب بغدادی، تقييد العلم ص ۱۰۸

۵۔ Dr. M. M. AZMI STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE . 65

۶۔ بحوالہ ابن حنبل، ثقات ص ۱۷۱

۷۔ البیاض ۶۱

۹۔ عبدالرحمن بن عائز (۸۰-۸۱ھ)

انہوں نے حضرت معاذ بن جبل سے حد یثین نقل کیں - ان کی کتابین حمص میں بڑی مقبول تھیں - ابن حجر فرماتے ہیں "کان اهل حمص ياخزون كتبه" ^۱ انہوں نے عراق کا بھی سفر کیا جہاں بہت سے ان کے شاگرد و ن نے ان سے حد یثین لکھیں - ابن حبان فرماتے ہیں "قدم العراق زمن خالد بن عبد الله القسري فكتب عنه العراقيون اهل الكوفة واهل البصرة" ^۲

۱۰۔ عبید اللہ بن ابورافع (۸۰-۸۱ھ)

حضرت عبید اللہ حضرت علی کے کاتب تھے ^۳ انہوں نے حضرت علی اور دوسرے حضرات سے حد یثین نقل کیں - اور انہوں نے حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوئی جثک کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ^۴

۱۱۔ ام الدرداء حنیفہ (۸۱-۸۲ھ)

حضرت ام الدرداء نے سلیمان بن زیتون کے لئے بعض حد یثون کو لکھا ^۵

۱۲۔ شقیق بن سلمہ الاسدی (ق ۷۲ ب ۸۲ھ)

حضرت سفیان ثوری نے ان سے حد یثین لکھیں ^۶ لیکن سفیان ان کے شاگرد نہیں ہیں - یہ ممکن ہے کہ یہ احادیث انہوں نے اپنے والد سے لکھی ہوں جو شقیق کے شاگرد تھے ^۷

- ۱۔ ذہبی ، تہذیب التہذیب ۶ / ۲۰۴
- ۲۔ محمد بن حبان البستی ، مشاہیر علماء الامصار ص ۱۱۲
- ۳۔ ذہبی ، تہذیب التہذیب ۷ / ۱۰۱
- ۴۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. ۶۱
- بحوالہ طوسی ، فہرست ص ۲۰۲
- ۵۔ ایضاً ص ۷۲ بحوالہ ابو زرعة ، تاریخ ب ۴۱ (مخلوہ)
- ۶۔ ایضاً
- بحوالہ خلیب بغدادی ، تاریخ بغداد ۹ / ۱۶۰
- ۷۔ ایضاً

۱۳۔ عامر بن عبد اللہ بن مسعود (۱۹-۸۳ ھ)

انہوں نے رسول اللہ کی احادیث اور بعض ابن مسعود کے معمولات لکھ کر یحییٰ بن ابوکثیر کے پاس بھیج دیا۔^۱

۱۴۔ رفیع بن مہران ابو الکیح الریاحی (ق ھ ۱۰ ب ۹۰ ھ)

ابتداءً اسلام میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے تفسیر قرآن لکھی۔^۲ اور ان ہی کے پاس کچھ دوسری قسم کی بھی احادیث لکھی ہوئی تھیں جو عبادت، دلائل، حج (مناسک) جیسے مضامین پر مشتمل تھیں۔^۳ وہ ابوخلادہ کو اپنی حدیثیں لکھنے کو کہتے تھے۔^۴

۱۵۔ عروہ بن زبیر (۲۲-۹۳ ھ)

پڑھنے لکھنے سے ان کا فطری لگاؤ تھا۔ انہوں نے اپنے زمانے کے سیاسی اختلافات میں پڑنا پسند نہیں کیا، اگرچہ ان کے تعلقات بنو امیہ سے اچھے تھے اور دوستانہ مراسم تھے۔ انہوں نے اپنے ابتدائے عمر میں ہی حدیثیں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ حضرت عروہ حضرت عائشہ ام المومنین کی حدیثوں کو لکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ کے بیان میں ان کے لکھنے کا ذکر ہو چکا۔ ان کے پاس کافی مقدار میں مکتوب ذخیرہ موجود تھا اگرچہ ان کی بعض کتب واقعہً حرہ کے موقع پر جل گئی تھیں جس سے ان کو بہت صدمہ پہنچا تھا۔ حضرت عروہ حدیث کا دوسرا بڑی

۱۔ Dr. M. M. Azmi. STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 71

بحوالہ طبرانی، المعجم الکبیر ۹۷/۵ (مخطوطہ)

۲۔ ایضاً ص ۷۰ بحوالہ الکتانی، تدریب الاداریہ ۲/۲۶۴

۳۔ ایضاً بحوالہ ابن حنبل علی ب/۱۷۶ (مخطوطہ)

۴۔ ایضاً بحوالہ رمہر مذی، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی ب/۳۲ مخطوطہ

۵۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۷/۸۳

باقاعدگی سے دیا کرتے تھے۔ اسی کے ساتھ وہ اپنے شاگردوں کو احادیث کا املا بھی کراتے تھے۔^۱ حضرت عروہ حدیثیں لکھ لینے کے بعد ان پر نظارثانی اور یاد کی ہوئی حدیثوں کے اعادہ پر بہت زور دیتے تھے۔^۲

حضرت عروہ غالباً ان پہلے لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے نبیؐ کی سوانح پر ایک جامع کتاب لکھی۔ امام طبرانی نے اسے اپنی معجم الکبیر میں جس طرح درج کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے یہ کافی ضخیم کتاب تھی۔^۳

عبد الملک بن مروان، ہشام، ان کے لڑکے اور ہبیرہ نے ان سے حدیثیں لکھیں۔^۴

۱۶۔ عبد الرحمن بن مل ابو عثمان النہدی (ق ۳۵ - ۹۵)

سلیمان التیمی کے پاس ان کی حدیثیں لکھی ہوئی تھیں۔ بخاری میں ہے ”و عن علی حد ثنا یحییٰ قال حد ثنا سلیمان عن ابی سلیمان عن ابی عثمان قال التیمی فوق فی قلبی منہ شیء قلت حد ثت به کذا و کذا فلم اسمہ من ابی عثمان فنظرت فوجدتہ عندی مکتوباً فیما سمعت“^۵

۱۷۔ عبد اللہ بن محمد بن علی، ابوہاشم (۵۰ - ۹۹ھ)

حضرت عبد اللہ اپنے والد سے حدیثیں نقل کرتے تھے۔^۶ اور محمد بن علی عبد اللہ بن عباس کے پاس ان کی کتابیں تھیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں ”قال الزبیر“

۱۔ Dr. M. M. Azmi, Studies in Early Hadith Literature P. 72

۲۔ ایضاً ص ۷۹

۳۔ ایضاً ص ۷۲ - ۷۴

۴۔ ایضاً ص ۷۴ بحوالہ طبقات ابن سعد ۶/۸ - ۷

۵۔ بخاری، کتاب الادب ۲۲

۶۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۱۶/۶

کان ابوہاشم صاحب الشیعہ فاضل الی محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس و صرف
الشیعہ الیہ و دفع الیہ کتبہ^۱۔

۱۸۔ حبان بن جازی السلمی (۳۵ — ۱۰۰ ھ)

انہوں نے حضرت ابوہریرہ اور دوسرے حضرات سے حدیثیں نقل کیں۔ مطرہ
بن عبد الرحمن نے ان سے ایک نسخہ نقل کیا ہے۔^۲
۱۹۔ عبد اللہ بن ہرمز (۴۰ — ۱۰۰ ھ)

حضرت ابوہریرہ سے حدیثیں لکھیں اور حدیثیں لکھ کر تمیم جیشانی کو
بھیج دیں۔ مسند احمد میں ہے ”عن تمیم الجیشانی قال کتب الی عبد اللہ بن ہرمز
مولی من اهل المدینہ یزکر عن ابی ہریرہ“^۳۔
۲۰۔ سلمہ بن ابوالجعد (۱۵ — ۱۰۰ ھ)

روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ حدیثیں لکھتے تھے۔ خطیب بغدادی فرماتے
ہیں۔ ”انہ کان یکتب“^۴۔

ایک صدی ہجری کے بعد لکھنے والے تابعین۔

۱۔ عمر بن عبد العزیز (۶۳ — ۱۰۱ ھ)

عمر بن عبد العزیز لوگوں کو حدیثیں جمع کرنے کے حکم دینے کے ساتھ
ساتھ خود بھی حدیثیں لکھتے تھے۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے، حضرت ابوقلابہ

۱۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۱/۱۶

۲۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, P. 65

۳۔ مسند احمد ۵۳۱/۲

۴۔ خطیب بغدادی، تقييد العلم ۱۰۸ — ۱۰۹

۵۔ بخاری، کتاب العلم، باب الحرر علی الحدیث۔

فرماتے ہیں ، " خرج علينا عمر بن عبد العزيز لصلاه الظهر و معه قرطاس ثم خرج علينا لصلاه العصر و هو معه فقلت له يا امير المؤمنين ما هذا الكتاب ؟ قال هذا حديث حدثني به عون بن عبد الله ، فاعجبني فكتبته فاذا فيه هذا الحديث " ^۱ ان احاديث کو عبد الملك بن طفيل الجزري کے پاس بھیج دیا جو ان سے روایت کرتے تھے ۔ ابن حجر فرماتے ہیں " و عبد الملك بن طفيل الجزري فيما كتب اليه و آخرون " ^۲

۲۔ مجاہد بن جبير المكي (۲۱ - ۱۰۲ھ)

انہوں نے تفسیر قرآن ہر ایک کتاب لکھی جسے بعد کے لوگوں نے بڑی تعداد میں نقل کیا ۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں " حدثنا وكيع ، حدثنا فضيل يعني ابن عياض عن عبيد يعني المكي قال رايتهم يكتبون التفسير عند مجاهد " ^۳

۳۔ ذکوان ابو صالح السمان (۳ - ۱۰۱ھ)

حضرت جویریہ بنت قیس کے آزاد کردہ غلام تھے ۔ ان سے اعمش نے ایک ہزار حدیثیں لکھیں ^۴ اس طرح ذکوان کے بیٹے " سہیل " نے بھی ان کی حدیثوں کو لکھا ^۵

۴۔ عامر بن شراحیل بن عبد الشعبی (۱۹ - ۱۰۳ھ)

حضرت عامر الشعبی ابتدائی جامعین حدیث میں سے ہیں ^۶ وہ اپنے

۱۔ دارمی ص ۷۰

۲۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۷ / ۴۷۶

۳۔ خطیب بغدادی ، تقييد العلم ص ۱۰۵

۴۔ ۶۵-Dr M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE p. 65

بحوالہ علی بن جعد ، مسند ص ۸۰ (مخطوطہ)

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً ص ۶۳

ناگروندون کو یہ منورہ دیا کرتے تھے کہ وہ ان سے حد یثین لکھ لیں - خطیب بغدادی فرماتے ہیں " الشعبی يقول اذا سمعتم مني شيئا فاكذبوه ولو في حائط" ^۱ اس طرح خطیب بغدادی ہی نے ایک اور روایت نقل کی ہے " حد ثنا ابو یوسف القاضی عن ابی کبران قال قال لی الشعبی لا تد عن شيئا من العلم ، الا كتبتة فهو خير لك من موعظه من الصحيفة وانك تحتاج اليه يوما " ^۲ مند رجه ذی ب کتب حد یث انھیں سے منسوب ہیں -

۱- کتاب الفرائض ^۳ (وقال ابن عدی له کتاب الفرائض ینسب الیہ من تصنیفہ) ^۴

۲- کتاب الجراحہ (لم یوجد للشعبی کتاب بعد موته الا الفرائض والجراحات " ^۵

۳- کتاب الطلاق ^۶

اور فقہ سے متعلق احادیث بھی ان کے پاس لکھی ہوئی تھیں جو ان کو

پڑھ کر سنائی جاتی تھیں - عاصم الاحول کہتے ہیں " قال عرضت علی الشعبی

احادیث الفقه فاجازها " ^۷ اور غالب گمان یہ ہے کہ ان کے پاس غزوات سے متعلق

احادیث بھی لکھی ہوئی تھیں - خطیب بغدادی نے یہ روایت نقل کی ہے " مر ابن

عمر با الشعبی و هو یقر* المغازی " ^۸

۱- خطیب بغدادی تقييد العلم ص ۱۰۰ - ۲- ایضاً -

۳- ابن حجر: تهذيب التهذيب ۹ / ۱۷۷

۴- خطیب بغدادی تاریخ بغداد ۱۲ / ۲۳۲

۵- D.Y. M. M. AZMI STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. 64.

۶- بحوالہ رمہر مزی ، المحدث الفاصل بین الراوی والواعی اے / ۷۸ (مخطوطہ)

۷- خطیب بغدادی الکفایہ ص ۲۶۴

۸- خطیب بغدادی تاریخ بغداد ۱۲ / ۲۳۰

۵۔ ابوسلمہ بن عبد الرحمن (۳۲ — ۱۰۴ھ)

وہ اسکول کے بچوں کو اپنے گھر لے جا کر حدیث کا املا کراتے تھے۔
 خطیب بغدادی فرماتے ہیں ” حدیثی محمد اسحاق قال رائت اباسلمہ بن عبد الرحمن
 یاخذ بید الصبی من الكتاب فیذہب بہ الی البیت فیملی علیہ الحدیث یکتبلہ“^۱
 یحیی بن ابوکثیر کے پاس ایک نسخہ تھا جو ان سے حدیثیں سن کر تیار کیا گیا۔^۲

۶۔ الضحاک بن مزاحم (۴۰ — ۱۰۵ھ)

ابن الندیم کے مطابق ان کے پاس تفسیر قرآن پر ایک کتاب تھی۔^۳
 اور وہ اپنی ایک دوسری کتاب (المناسک) سے حسین بن عقیل کو املا کراتے تھے۔
 حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں ” قال ابن عقیل : سئل املی علی الضحاک مناسک
 الحج“^۴ اور اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے ” اذا سمعت شیئا فاكتبہ ولو فی
 حائط“^۵

۷۔ عکرمہ ، مولیٰ ابن عباس (۲۵ — ۱۰۵ھ)

حضرت عکرمہ کے بیان کے بموجب ، ابن عباس ان کو قرآن سنہ کی تعلیم کے
 لئے ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتے تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں ” کان عباس
 یضع فی رجلی الکبل علی تعلیم القرآن والفقہ“^۶ ان کے پاس کئی کتابیں بھی تھیں۔

۱۔ خطیب بغدادی ، تاریخ بغداد ۱/ ۲۱۸

۲۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE - P. 64

۳۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۵۱

۴۔ خطیب بغدادی جامع بیان العلم ص ۹۲

۵۔ ایضاً

۶۔ ذہبی میزان الاعتدال ۲/ ۲۰۹

ابن حجر فرماتے ہیں " و نزل عکرمہ علی عبد اللہ فیقال ان ابنہ سرق کتابا من کتب عکرمہ فنسخہ " ^۱ ابن الندیم نے ان کی کتاب التفسیر کا ذکر کیا ہے۔ ^۲

۸۔ سلمان بن یسار (۳۴ - ۱۰۷ ہ)

ان کے باسرایک کتاب تھی جسے بکیر نے بیان کیا - ان کے انتقال کے بعد یہ کتاب ان کے بیٹے " مخرمہ " کے پاس رہی - ابن حجر فرماتے ہیں " وقال المیمون عن احمد اخذ مالك كتاب مخرمه فنظر فيه فكل شي* يقول فيه بلغني عن سلمان بن يسار فهو من كتاب مخرمه يعنى عن ابيه عن سلمان " ^۳

۹۔ حسن بن یسار البصری (۶۱ - ۱۱۰ ہ)

حضرت حسن بصری نے بہت سے صحابہ سے حدیثیں نقل کیں اور ان سے کتابیں بھی حاصل کیں۔ ^۴ وہ کتابت علم کے قائل تھے - خلیب بغدادی فرماتے ہیں ، حسن بصری کہا کرتے تھے " ما قید العلم بمثل الکتاب " ^۵ اس کے علاوہ ان کے پاس خود ان کی اپنی کتابیں بھی تھیں جن کے متعلق وہ کہا کرتے تھے " ان لنا کتب نتعاہدھا " ^۶

ان کے حدیثیں لکھنے کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں " لازم العلم والعمل وكان احدا الشجعان الموصوفین یزکر مع قطری ابن الفجاره و صار کاتباً فی دوله معاویہ لوالی خراسان الربیع بن زیاد " ^۷

۱۔ ابن حجر تہذیب التہذیب ۸ / ۶۱

۲۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۷۰

۳۔ ذہبی تہذیب التہذیب ۱۰ / ۷۰ - ۷۱

۴۔ ذہبی تہذیب التہذیب ۲ / ۲۶۶

۵۔ خلیب بغدادی ، تقييد العلم - ص ۱۰۱

۶۔ ایضاً

۷۔ ذہبی تذکرہ الحفاظ ۱ / ۴۷

حضرت حسن بصری حدیثین لکھ کر اپنے شاگرد ون کو بھی دیتے تھے۔
 خلیب بغدادی فرماتے ہیں "انہ کان یکتب للناس العلم و یعرضہ لہم" ^۱ اور بعض
 مرتبہ وہ اپنے شاگرد ون کو حدیث کا املا بھی کراتے تھے۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں
 "انہ کان لایری بکتاب العلم باسا ، وقد کان املی التفسیر فکتب" ^۲ ان سے بڑی
 تعداد میں لوگوں نے حدیثین لکھیں۔ ^۳

۱۰۔ محمد بن سیرین (متوفی ۱۱۰ ھ)

خلیب بغدادی نے ان ہی سے متعلق ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ وہ کتابت حدیث کے خلاف تھے۔ "انہ کرہ کتابہ الحدیث" ^۴ ابن سعد
 کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر میں کتابین نہ رکھنا پسند نہیں
 کرتے تھے۔ ^۵ لیکن بعض دوسرے ذرائع سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابن سیرین ہشام
 کو حدیثوں کا املا کراتے تھے ، جو انہیں یاد کرنے کے بعد مٹا دیتے تھے۔ ^۶
 ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن سیرین عبیدہ کا درس سننے جاتے تھے اور
 اطراف لکھا کرتے تھے۔ حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ ابن سیرین کہا کرتے
 تھے "كنت ألقى عبیدہ بالاطراف فأستله" ^۷ اس کے علاوہ انہیں کی ہاتھ کی
 ایک کتاب ان کے بھائی یحییٰ بن سیرین کے پاس تھی ^۸ ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب

-
- ۱۔ خلیب بغدادی ، تقیید العلم ص ۱۰۲
 - ۲۔ ابن عبد البر ، جامع بیان العلم - ص ۹۵
 - ۳۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE - P. 83
 - ۴۔ خلیب بغدادی ، تقیید العلم - ص ۶۷
 - ۵۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. ۶۷
 - بحوالہ ابن سعد ۷ / ۱ / ۱۴۱
 - ۷۔ ابن عبد البر ، جامع بیان العلم - ص ۹۲
 - ۸۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE - 94

ان دنوں متنازع روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں - "یعنی ، یا تو وہ اپنی ابتدائی عمر میں حدیثیں لکھتے ہوں اور پھر بعد میں اس سے کنارہ کش ہو گئے یا ان کے بیان (کسی بخر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے استاد کے سوا کسی دوسرے کی کتاب کو لکھیں) سے غلامی نہیں پیدا ہوئی یا ان دنوں باتوں سے اور متنازع حدیث کے بعد اعتزال کر دینے میں غلامی سے متاثرین نے غلامان کی میں امر کے یہاں نظر یہ ممکن ہے کہ ابن سیرین کے قول کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بیان کیا گیا اور ان کے متعلق یہ خیال کیا گیا کہ وہ حدیثیں لکھتے تھے" خلاف تھے"۱

۱۱۔ وہب بن منبہ (۳۴-۱۱۴ھ)

انہوں نے بہت ساری کتابیں ترتیب دیں جن میں ان کی ایک کتاب نبیؐ کی سوانح پر تھی - امام طبرانی نے ابنی المعجم الکبیر میں ان کی چند کتابوں کو ذکر کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں -

(۱) قصص الانبیاء (۲) قصص الاخبار (۳) کتاب المبتدأۃ ۲

۱۲۔ قتادہ بن دعامہ السدوسی (۶۱-۱۱۷ھ)

حضرت قتادہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے - ان کے پاس حضرت جابر کا ایک نسخہ بھی تھا ۳ اس کے علاوہ ابن الندیم نے فرمایا کہ ان کے پاس تفسیر قرآن پر بھی ایک صحیفہ تھا ۴ حدیثوں کی کتابت کے زبردست حامی تھے - ان سے جب کتابت حدیث کے متعلق مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے "وما يمنعك ان تكتب وقد

۱- DR. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE - 94-95

۲- ایضاً ص ۱۰۴

۳- حضرت جابر کے بیان میں ان کے نسخے کا ذکر ملاحظہ فرمائیں -

۴- DR. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE - p. 98

بحوالہ ابن الندیم ، فہرست ص ۳۴

اخبرك اللایف الخبیر انه یكتب قال "علمها عند ربی فی كتاب لا یضل ربی ولا ینسی" ^۱
 ان كے شاگرد ون مین ابو عوانہ ، اوزاعی ، حماد بن ابوالجعد ، حماد بن سلمی
 حماد بن یحیی ، الحارث بن . جبرود ، ہاشم دستوائی جیسے لوگ شامل ہین ^۲
 ۱۳۔ مکحول الثامی (متوفی ۱۱۷ ھ) ^۳

قبیلہ ہزیل کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابن الندیم
 فرماتے ہین " وله من الكتب ، كتاب السنن فی الفقہ ، كتاب المسائل فی الفقہ " ^۴
 اس کے علاوہ ایک کتاب " كتاب الحج " بھی انھین سے منسوب ہے۔ ابن حجر فرماتے ہین
 " عن سعید بن عبد العزیز ان كتاب مكحول فی الحج اخذہ من العلاء بن الحارث " ^۵
 ۱۴۔ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری (۵۱ — ۱۲۴ ھ)

ابن شہاب زہری انس بن مالک ، عبد اللہ بن عمر ، جابر بن عبد اللہ ،
 سہل بن سعد اور ابوالدافیل وغیرہ سے احادیث نقل کین آپ کا شمار شام و حجاز
 کے مایہ ناز عالمون مین ہوتا ہے۔ حضرت ابو الزناد فرماتے ہین۔ " کنا نکتب
 الحلال والحرام و کان ابن شہاب یکتب کل ما سمع فلما احتیج الیہ علمت انه
 اعلم الناس " ^۶ ایک دوسری روایت مین خود امام زہری فرماتے ہین " امرنا عبد العزیز
 بجمع السنن فکتبنا ہا د فترا د فترا فبعث الی کل ارض لہو علیط سلطان د فترا " ^۷
 امام زہری کے شاگرد ون کی ایک کثیر تعداد ہے۔

۱۔ خطیب بغدادی ، تقييد العلم - ۱۰۳
 ۲۔ Dy. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE P. 98-99.
 ۳۔ ۴۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۳۳۲
 ۵۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۸ / ۱۷۸
 ۶۔ ابن عبد البر ، جامع بیان العلم ص ۹۴
 ۷۔ ایضاً ص ۹۸

جنہوں نے امام زہری کی کتابوں سے یا ان کے درس سے حد یثین سن کر اپنے اپنے نسخے تیار کئے۔^۱

۱۵۔ عمرو بن دینار الملکی (۵۰ - ۱۲۶ھ)

انہوں نے حضرت ابن عباس سے حد یثین لکھیں اور اپنے شاگردوں سے ان کے خیالات بھی لکھ لیتے تھے۔^۲

۱۶۔ ثابت بن اسلم البنانی (۴۰ - ۱۲۷ھ)

حضرت ثابت البنانی کے قول کے مطابق انہوں نے حضرت انس کی چالیس سال تک خدمت کی۔ انہوں نے حضرت انس اور دوسرے علماء سے حد یثین لکھیں۔^۳

۱۷۔ نافع مولیٰ ابن عمر (۳۰ - ۱۱۷ھ)

حضرت نافع نے تقریباً " ۳۰ سال تک ابن عمر کی خدمت انجام دی۔ وہ ان کی حد یثین بھی لکھتے تھے۔ ان کے پاس ایک کتاب تھی جس کے متعلق امام احمد فرماتے ہیں " قال ابن عون و فی کتاب نافع بغير الفخ لسمه فكتب للی ابن عمر ~~تھیں~~ ^{تھیں} ~~کلین~~ ^{کلین} ~~یمنو~~ ^{یمنو} ولده — الی آخرہ "۔^۴ وہ اپنے شاگردوں کو حد یثین املا کراتے تھے۔ دارمی مین ہے " عن سلیمان بن موسیٰ انه رای * نافعاً مولیٰ ابن عمر یملی علمه و یکتب بین یدیه "۔^۵ اور اپنے شاگردوں کو لکھی ہوئی حد یثون

۱۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 88-93

۲۔ ایضاً

بحوالہ ابن سعد ۲۵۳/۵

۳۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 103-

بحوالہ ابن عدی الکامل ۱۹۶/۱ (ب) مخطوطہ - استنبول -

۴۔ مسند احمد ۲/۲۹

۵۔ دارمی ص ۶۵

کی تصحیح بھی کر دیا کرتے تھے^۱۔ یہاں تک اگر کوئی شاگرد ان سے لکھ کر حدیثوں کی بابت کوئی سوال کرتا حضرت نافع اس کا جواب لکھ کر دیتے تھے۔ مسند احمد میں ہے ”عبد اللہ حدیثنا ابی ثنا یزید انا ابن عون قال کتبت الی نافع اسالہ ما اقعہ ابن عمر عن الغزوا وان القوم اذا غزوا بما یدعون العدو قبل ان یقاتلوهم و هل یحمل الرجل اذا کان فی الکتیبہ“^۲۔ اگر ان کو اس کا جواب نہیں معلوم ہوتا تو صاف نفی کر دیتے^۳۔ محدثین نے متفقہ طور پر ان کی ثقاہت کو تسلیم کیا ہے^۴۔ اور بڑی تعداد میں ان کے شاگردوں نے ان سے حدیثیں لکھیں^۵۔

۱۸۔ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری (۵۰ — ۱۱۷ ہ)

انہوں نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے حکم سے عمرہ بن عبد الرحمن ، قاسم بن محمد اور دوسرے حضرات سے حدیثیں لکھیں۔ تہذیب التہذیب میں ہے ”وقال ابو ثابت عن ابن وهب عن مالك لم یكن عندنا احد بالمدینہ عندہ من علم القضاء ما كان عند ابی بكر بن محمد بن عمرو بن حزم وكان ولاہ عمر بن عبد العزیز و كتب الیہ ان یكتب لہ من العلم من عند عمرہ بنت عبد الرحمن والقاسم ابن محمد“^۶۔

۱۹۔ عاصم بن عمر بن قتادہ (۵۰ — ۱۲۰ ہ)

انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے حدیثیں نقل کیں اور ان کے پاس مغازی

۱۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 96 —

بحوالہ السمعانی، 78، DIEMETHODIK،

۲۔ مسند احمد ۲ / ۳۲

۳۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 97 —

بحوالہ الفسوی، تاریخ ۲ / ۲۱۷ (۱) مخطوطہ — استنبول —

۴۔ ابن حجر تہذیب التہذیب ۱۰ / ۴۱۲ — ۴۱۵

۵۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 97. —

۶۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۱۲ / ۳۹

و سیر سے متعلق احادیث لکھی ہوئی تھیں۔^۱

۲۰۔ یزید بن ابوحبیب (۵۳ - ۱۲۸ھ)

وہ ہر ایک سے حد یثین لکھ لیتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے شاگردوں کی

احادیث بھی لکھ لیتے تھے۔^۲

۲۱۔ ایوب بن ابی تمیمہ السخستانی (۶۸ - ۱۳۱ھ)

انہوں نے بڑی تعداد میں احادیث جمع کیں - ابن سعد کے مطابق وہ

حد یثون کے بڑے جامعین میں سے ہیں - ابن سعد لکھتے ہیں - "کان شقه ثبتا فی الحدیث

جامعا کثیر العلم حجه"^۳

۲۲۔ حفص بن سلیمان التمیمی المنقری (۶۵ - ۱۳۰ھ)

ابن سعد کے مطابق ان کے پاس حد یث کی کئی کتابیں تھیں جنہیں اشعث بن

عبد الملک پڑھتے تھے۔^۴

۲۳۔ منصور بن المعتمر (۵۰ - ۱۳۲ھ)

ان کے متعلق تقید العلم میں ایک روایت مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ کتابت حد یث ناپسند کرتے تھے (انہ کان یکرہ الکتاب"^۵ اور اپنے تعلیمی

زمانے میں وہ صرف حافظہ پر بھروسہ کرتے تھے - لیکن اس کے بعد وہ اپنے اس فعل

پر نادم ہوتے تھے۔^۶ ۸۰۰ حد یثون کا مجموعہ ان سے منسوب ہے۔^۷

۱۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 79 -

- بحوالہ ڈاکٹر جواز علی، موارد تاریخ الطبری، مجلہ المجمع العلمی العراقی

۲۔ ایضاً ص ۱۵۵ بحوالہ الزحبی، BIOGRAPHIEN، ایڈیٹ کردہ FISCHER ص ۱۲-۱۳

۳۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۱/ ۳۹۸

۴۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE - 82 -

- بحوالہ ابن سعد ۲/ ۳۵

۵۔ خطیب بغدادی، تقید العلم ص ۴۸

۶۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 87 -

- بحوالہ الساری، تاریخ ۳/ ۱۶ (ج ۱) مخطوط - اشتبہ ۲ - ایضاً بحوالہ ابن حبیل، السلاطین و سلفاء العرب ۱/ ۳۷۱ مخطوط -

۲۴۔ عبد اللہ بن ابوبکر بن حزم (الانصاری (۶۵ — ۱۳۵ ھ)

انہوں نے حد یثین لکھ کر ابن جریج کو بھیج دین مسند احمد میں ہے
 ” ثنا محمد بن بکر قال انا جریج و روح قال ثنا ابن جریج قال كتب الى عبد الله بن
 ابي بکر محمد بن عمرو بن حزم ”^۱ اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس
 مغازی کے عنوان پر حد یثین لکھی ہوئی تھیں جو ان کے بھانجے عبد الملك بن محمد
 بن ابوبکر نے بیان کیں — ابن حجر فرماتے ہیں ” وقال حاتم بن الليث عن شريح
 بن نعمان كتبنا عنه المغازی ”^۲

۲۵۔ عطاء بن مسلم الخراسانی (۶۰ — ۱۳۵ ھ)

انہوں نے تفسیر قرآن پر ایک مجموعہ تیار کیا —^۳

۲۶۔ الا علی بن عبد الرحمن (۵۰ — ۱۳۹ ھ)

انہوں نے ابن عمر سے حد یثین لکھیں — ان کے پاس ایک نسخہ تھا جو مدینہ
 میں بہت مشہور تھا —^۴

۲۷۔ موسیٰ بن عقبہ (۶۰ — ۱۴۱ ھ)

انہوں نے مغازی کے عنوان پر ایک کتاب تیار کی — امام ذہبی فرماتے ہیں

۱۔ مسند احمد ۵۶/۴

۲۔ ابن حجر تہذیب التہذیب ۳۸۸/۶

۳۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY ISLAMIC LITERATURE, 80 —

۴۔ بحوالہ حاجی خلیفہ کشف الظنون ص ۴۵۳

۵۔ ایضاً ۷۷ بحوالہ ابن عدی ۶ الکامل ۲/۲۷۸ (ب) مخطوطہ — استنبول —

بحوالہ تہذیب التہذیب ۷/۸۷

"و صنف المغازی^۱ ، وقال احمد بن حنبل علیکم بمغازی موسی بن عقبہ فانہ ثقہ"^۲
 بقول مصطفیٰ اعظمی صاحب کے اس کا ایک اقتباس شایع بھی ہو چکا ہے۔ اور اس کا ایک
 چھوٹا سا حصہ ابھی تک دمشق کی لائبریری میں محفوظ ہے۔^۳
۲۸۔ مغیرہ بن مقسم الضی (متوفی ۱۳۶ ہ)^۴

ان کے پاس فرائض سے متعلق احادیث ایک کتاب میں لکھی ہوئی تھیں۔
 ابن الندیم فرماتے ہیں "وله من الکتب ، کتاب الفرائض"^۵
۲۹۔ ابان بن تغلب الکوفی (۸۰-۱۴۱ ہ)

انہوں نے حضرت عکرمہ اور دوسرے حضرات سے حدیثیں نقل کیں اور ان کے
 پاس حدیث کے کئی نسخے بھی تھے۔ ابن حجر فرماتے ہیں "وقال ابن عدی له نسخ"^۶
۳۰۔ مجالد بن سعید بن عمیر (۸۰-۱۴۴ ہ)

نبیؐ کی سوانح پر ان کے پاس ایک کتاب بھی ابن حجر فرماتے ہیں
 "قال عمرو بن علی سمعت یحیی بن سعید یقول لبعض اصحابہ این تذهب قال الی
 وہب بن جریر اکتب السیرہ عن ابیہ عن مجالد"^۷
۳۱۔ عبد اللہ بن شبرمہ (۷۳-۱۴۴ ہ)

انہوں نے حضرت انس سے حدیثیں نقل کیں اور ان کے پاس ایک کتاب تھی۔

۱- ۲۔ ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۱ / ۱۴۰

۳- Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 95

۴- ۵۔ ابن الندیم فہرست ص ۳۳

۶- ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۱ / ۹۳

۷- ایضاً* ۱۰ / ۴۰

ابن عبد البر فرماتے ہیں " قال بعض الامراء لا بن شبرمه ، ما هذه الاحاديث التي تحدثنا عن النبي صلى الله عليه وسلم قال كتاب عندنا " ^۱

۳۲۔ عبد الملك بن عبد الميز بن جريج (۸۰ — ۱۵۰ھ)

حضرت ابن عباس کی حدیثیں جمع کرتے تھے اور بڑی محنت کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ ان کی جیسی محنت کوئی نہیں کرتا۔ ^۲ ان کے پاس کتابیں تھیں وہ علماء و محدثین کو اس غرض سے دیکھاتے تھے کہ ان کی رائے معلوم کرسکیں۔ اور اپنے علم میں اثافہ کرسکیں۔ ^۳ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد الملك بن جريج پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے کتابیں تصنیف کیں۔ امام ذہبی امام احمد بن حنبل کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں " كان من اوعية العلم وهو ابن ابي عروبہ اول منصف الكتب " ^۴ اور خود امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں " صاحب التصانيف احد الاعلام " ^۵ ابن الندیم ان کی تصانیف کے متعلق ذکر کرتے ہیں " وله من الكتب كتاب السنن ، و يحتوى على مثل ما يحتوى عليه كتاب السنن مثل الطهارة والصيام والزكوة وغير ذلك " ^۶ اس کے علاوہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس كتاب المناسك ^۷ اور كتاب التفسير ^۸ بھی تھی۔ ان کے شاگردوں نے ایک بڑی تعداد میں ان سے حدیثیں لکھیں۔ ^۹ (ابن جريج يقول ، ما دون العلم تدويني احد " ^{۱۰} ۔

۱۔ ابن عبد البر ، جامع بيان العلم ، ص ۹۸
۲۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 114-

۳۔ بحوالہ خطیب بغدادی ، تاریخ بغداد ۴۰۴ / ۱۰
۴۔ ایضاً بحوالہ ابن ابو خيثمه ، تاریخ ۳۹ / ۳ (ب) مخطوطہ - فيز -
۵۔ ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۱۶۰ / ۱
۶۔ ایضاً

۷۔ ابن الندیم ، فہرست ۳۳۰
۸۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 114-

۹۔ بحوالہ ابن ابو خيثمه ، تاریخ ۹۳ / ۳ (ب) مخطوطہ فيز
۱۰۔ خطیب بغدادی ، تاریخ بغداد ۴۲۷ / ۸

۱۱۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 114.

۱۲۔ خطیب بغدادی ، تاریخ بغداد ۴۲۷ / ۸

سعيد القلان يقول كذا نسعى كتب ابن جريج كتب الامانه" ^۱

۳۳۔ محمد بن اسحاق بن يسار (۸۰ — ۱۵۱ هـ)

انہوں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن (متوفی ۱۰۰ھ) اور مسیب (متوفی ۹۳ھ) سے ملاقات کی ۔ انہیں انس بن مالک (متوفی ۹۳ھ) سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہے ۔ ان کے پاس بہت سی کتابیں تھیں ۔ امام ذہبی فرماتے ہیں " وکان احد اوعيه العلم حبرا في معرفه المغازی والسیر " ^۲ ابن حجر فرماتے ہیں " وکان اسمعيل ابن ابی اویس من اتباع من راثنا لما لکنا خرج الی کتب ابن اسحاق عن ابيه في المغازی وغيرها فانتهى منها کثیرا " ^۳ انہوں نے نبیؐ کی سوانح پر ایک کتاب تیار کی ^۴ جس کی اصل کا ہی بھی دستیاب ہو چکی ہے ^۵ اور بڑی مقدار میں ان کے شاگردوں نے ان سے حدیثیں لکھیں ^۶

۳۴۔ مقاتل بن سلیمان (۹۰ — ۱۵۰ هـ)

انہوں نے حضرت نافع سے حدیثیں نقل کیں اور تفسیر قرآن پر بھی لکھی کتابیں لکھیں ۔ ابن حجر نے انہیں " صاحب التفسیر " ^۷ کر کے ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں " وقال نعیم بن حماد رآته عند ابی عیینہ کتابه المقاتل " ^۸

۱۔ خطیب بغدادی ، تاریخ بغداد ۴۴ / ۱۰

۲۔ ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۱ / ۶۳

۳۔ ابن حجر تہذیب التہذیب ۹ / ۴۲

۴۔ Dr. M.M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 153-

۵۔ بحوالہ ڈاکٹر جواد علی ، مجلہ المجمع العلمي العراقي - 37 iii ۷۸

۶۔ ایضاً " بحوالہ الزاہریہ لائبریری

۷۔ ایضاً " ۵۳

۸۔ ابن حجر تہذیب التہذیب ۱۰ / ۲۷۹

۳۵۔ ہشام بن سبز الدستوائی (۷۴ — ۱۵۲)

انہوں نے کثیر مقدار میں حدیثیں لکھیں ان میں سے صرف دس ہزار حدیثیں حضرت قتادہ سے منقول ہیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں ” قال وسمعت ابا عبد اللہ وسمعت من یكثر فی الحدیث والفقہ فقال وای شیء عندہ من الحدیث ما کتبت عنہ ^۱ ایضا ” سمعت معاذ بن ہشام یقول سمع ابا من قتادہ عشرہ آلاف حدیث ^۲۔“

۳۶۔ احمد بن حازم المصری (۸۵ — ۱۵۰)

انہوں نے علاء بن ابورباح سے حدیثیں نقل کیں۔ ان کے پاس ایک کتاب تھی جو علماء میں بہت مشہور تھی یہاں تک اس کتاب کو امام ذہبی نے بھی پڑھا ^۳۔

۳۷۔ مصر بن راشد (۹۶ — ۱۵۳ھ)

اولیٰ حدیث کی کتابوں کے جامعین میں سے ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں ” وکان اول من صنف باليمن ^۴ ان کی ترتیب کردہ ایک کتاب (الجامع) اب تک محفوظ ہے ^۵ ابن الندیم نے مغازی پر ان کی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے ^۶ اس کے علاوہ انہیں کی ایک اور کتاب ” کتاب التفسیر کا بھی ذکر ملتا ہے ^۷ لیکن اس

۱۔ ۲۔ ابن حجر تہذیب التہذیب ۱۰ / ۱۹۷

۳۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 119.

۴۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ۱ / ۱۷۹

۵۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 148.

۶۔ ایضا ” بحوالہ ابن الندیم فہرست ص ۹۴

۷۔ ایضا ” بحوالہ ابن حنبل، العلل و معرفہ الرجال ۱ / ۳۷۷۔ مخطوطہ۔ استنبول۔

کو نہ کر کر کے بعد ڈاکٹر مددافی اعظمی صاحب فرماتے ہیں " کہ یہاں بات واضح نہیں کہ یہ کام انہیں کا ہے یا ان کے استاذ " قتادہ " کا ^۱۔

۳۸۔ سعید بن عروبہ (۸۰ — ۱۵۶ ھ)

یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی — ابن حجر فرماتے ہیں " قال ابو حاتم سمعت احمد بن حنبل يقول لم يكن سعيد بن ابي عروبہ كتابا نما كان يحفظ ذاك كله " ^۲ لیکن دوسرے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت قتادہ کی حدیثوں کو لکھتے تھے ^۳ اور ان کا شمار دہر اول کے جامعین حدیث میں ہے ابن حجر فرماتے ہیں " امام اہل البصرہ فی زمانہ ابو النضر مولیٰ بن عدی واسم ابیہ مہران ولہ مصنفات لکنہ تغیر بآخرہ " ^۴ اور ابن ندیم کہتے ہیں " ولہ من الکتب ، کتاب السنن " ^۵ اس کے علاوہ ان کی دو کتابیں " تفسیر قرآن " اور " کتاب المناسک " کا بھی ذکر ملتا ہے ^۶۔

۳۹۔ محمد بن عبد الرحمن ابن ابو ذئب (۸۰ — ۱۵۸ ھ)

انہوں نے موطا امام مالک سے پہلے ایک کتاب تیار کی جس کا نام بھی " موطا " تھا ^۷ ابن الندیم کے مطابق انہوں نے ایک کتاب ترتیب دی جس کا نام " کتاب السنن " تھا۔

۱۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 148

۲۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۶ / ۱۳۶

۳۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 160

۴۔ بحوالہ قتادہ ، سیرا (QATADAH SUPRA)

۵۔ میزان الاعتدال ۱ / ۳۸۷

۶۔ ابن الندیم ، فہرست ۳۳۱

۷۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 160

۸۔ بحوالہ ابن حنبل العلل و معرفۃ الرجال ص ۱۶۱ — مخطوطہ — استنبول —

۹۔ الفناص ۱۵۲

۱۰۔ بحوالہ خلیب بغدادی ، جامع لاخلق الراوی و آداب السامع (اے) ص ۱۸۸ — مخطوطہ — استنبول —

تھا۔ اگر فرماتے ہیں ”و یحتوی علی کتب الفقہ مثل صلاہ و طہارہ و صیام و زکوہ و مناسک و غیر ذلک“^۱ اس کتاب کی نوعیت کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مولانا امام مالک کے ہی دارس پر تھی یا کوئی دوسرا طریقہ اپنایا گیا تھا۔ ہاں جوین صدی میں یوسف بن محمد نے اس کتاب کو ابوہریرہ سے نقل کیا ہے۔^۲ وہ (ابن ذئب) اس کتاب کو اپنے شاگرد ون کو بڑھ کر سناتے تھے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں ”یحیی بن معین یقول کان ابن ابی ذئب یحدث فیکرہ علیہم کتابہ و یلقیہ الیہم فتکتبو نہ و لم یمنظروا فی الکتاب“^۳

۴۰۔ عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعی (۸۸ — ۱۵۸ھ)

فقہ اسلام کی تاریخ میں ان کا شمار مشہور علماء کی فہرست میں ہوتا ہے۔ انھوں نے بہت سی حدیث کی کتابیں بھی لکھیں ان کی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خطیب بغدادی فرماتے ہیں ”کان الاوزاعی یعطی کتبہ اذا کان فیہا لحن لمن یملحہا“^۴ ابن الندیم نے لکھا ہے ”ولہ من الکتاب کتاب السنن فی الفقہ ، کتاب المسائل فی الفقہ“^۵ ان کے شاگرد ون نے اور بہت سے دوسرے لوگوں نے ان کی حدیثوں کو لکھا۔^۶

۴۱۔ سفیان بن سعید الثوری الکوفی (۹۷ — ۱۶۱ھ)

سفیان ثوری نے اپنے بچپن کے ابتدائی زمانے سے ہی تعلیم شروع کر دی تھی۔^۷

۱۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۳۲۹

۲۔ Dr. H. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE P. 152

۳۔ خطیب بغدادی الکفایہ ص ۲۳۹

۴۔ ایضاً ص ۲۵۵

۵۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۳۳۲

۶۔ Dr. H. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE P. 116

۷۔ ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۱/ ۱۶۶

وہ اپنے زمانے کے مشہور علما^۱ میں شمار کئے جاتے تھے۔ کتابت حدیث کے زبردست قائل تھے۔ ابن عبد البر نے ان کے ایک قول کو نقل کیا ہے وہ کہا کرتے تھے "انہی احبان اکتب الحدیث علی ثلاثہ اوجہ حدیث اکتبہ ارید ان اتخذہ دینا ، و حدیث رجل اکتبہ فاوقفہ ، لا اطر حہ ولا دین بہ ، و حدیث رجل غعیف احبان اعرفہ ولا اعباء بہ"^۲ ایک روایت کے مطابق انھوں نے اپنے جمع کردہ سرمائے میں سیریس فیصد سے بھی کم بیان کیا ہے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں یحییٰ بن یمان کہتے ہیں "سمعت سفیان الثوری یقول ، ما حدث من کل عشرہ بواحد"^۳ ایک بار ان کی کتابوں کو باہر لایا گیا تو نواتنے اتنے اونچے اونچے ڈھیر تھے کہ ان میں ہر ایک ڈھیر آدمی کے سینے تک پہنچتا تھا۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں "قال خاف سفیان () شیاً فطرح کتبہ ، فلما آمن ارسل الی والی یزید بن توبہ المرہبی ، فجعلنا نخرجہا ، فاقول ، یا عبد اللہ و فی الرکاز الخمس و هو یضحک ، فاخرجنا تسع قمطرات ، کل واحدہ الی ہا هنا ، و اشار الی الغل من ثدیہ"^۴

لیکن ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی کتابیں جلانے کا حکم اپنے ایک شاگرد کو دیا تھا۔ ابن الندیم فرماتے ہیں "واوصی الی

۱۔ ابن عبد البر ، جامع بیان العلم - ص ۹۸

۲۔ خطیب بغدادی تاریخ بغداد - ۹/ ۱۶۵

۳۔ ایضاً " ۹/ ۱۶۱

عمار بن سیف فی کتبہ فمطاھا و احرقھا"۱۔ جبکہ دوسری جگہ ابن الندیم نے ان کے سرمائے میں سے مند رجہ ذیل کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ کتاب الجامع الکبیر (یجری مجری الحدیث ، رواہ عنہ جماعہ)

۲۔ کتاب الجامع الصغیر (رواجماعہ)

۳۔ کتاب الفرائض

۴۔ کتاب رسالہ الی عباد بن عباد

۵۔ کتاب رسالہ ۲۰۰۰۰

۴۲۔ زاید بن قدامہ (۱۰۰ — ۱۶۰ ھ)

انہوں نے احادیث کی کئی کتابیں ترتیب دیں۔ ابن الندیم فرماتے ہیں

" ولہ من الکتب —

۱۔ کتاب السنن (یحتوی علی مثل ما یحتوی علیہ کتب السنن)

۲۔ کتاب القراءۃ

۳۔ کتاب التفسیر

۴۔ کتاب الزہد

۵۔ کتاب المناقب ۳

۱۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۳۲۹

۲۔ ایضاً "

۳۔ ایضاً " ص ۳۳۰

۴۳۔ یونس بن یزید الایلی (۹۵ — ۱۵۹ ھ)

انہوں نے نافع ، ہشام بن عروہ اور عکرمہ وغیرہ سے حدیثیں لکھیں ان کے پاس مکمل کتابیں تھیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں ” قال ابن المدینی وابن المہدی کان ابن المبارک يقول کتابہ صحیح وقال حنبل بن اسحاق عن احمد ما اعلم احد احفظ بحديث الظہری من معمر الا ما کان من یونس فانه کتب کل شیء هناك“^۱

۴۴۔ یونس بن ابواسحاق (۲۰ — ۱۵۹ ھ)

انہوں نے انس بن مالک سے حدیثیں نقل کیں۔ ان کے پاس کئی کتابیں بھی تھیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں ” قال ابوطالب عن احمد فی حدیثہ زیادہ علی حدیث الناس قلت یقولون عنہ سمع فی الکتاب فہیرا ثم قال اسرائیل عنہ قد سمع و کتب فلم یکن فیہ زیادہ مثل یونس“^۲

۴۵۔ ابوبکر بن ابوسبرہ (۱۰۰ — ۱۶۲ ھ)

واقدی کے مطابق ابوبکر نے ایک ہزار حدیثیں لکھ کر ابن جریج کو بھیج

دین۔^۳

۴۶۔ شعیب بن ابو حمزہ (۹۰ — ۱۶۲ ھ)

انہوں نے امام زہری سے حدیثوں کو املا کی شکل میں لکھ کر بھیج دین

۱۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۱۱ / ۴۵۰

۲۔ ایضاً ” ۱۱ / ۴۳۴

۳۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 119

بحوالہ ابن سعد ۳ / ۱۱۰

ابن حجر فرماتے ہیں ” و کتب عن الزهري املاءً للسلطان “^۱ اس کے علاوہ ان کے پاس حدیث کی کتابیں تھیں جنہیں وہ استعمال کے لئے کسی دوسرے کو دینا پسند نہیں کرتے تھے۔^۲ لیکن اپنے آخر وقت میں اس کی اجازت بھی دیدی۔ حضرت ابو زرہ ، ابوالیمان سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ” کان شعيب عسرا في الحديث قد خلنا عليه حين حضرته الوفا فقال هذه كتبى وقد صحتها فمن اراد ان ياخذها منى فليأخذها ومن اراد ان يعرض فليعرض ومن اراد ان يسمعها من ابنى فانه قد سمعها منى “^۳

۴۷۔ ابراہیم بن طہمان ابوسعید الخراسانی (۱۰۰-۱۶۳ھ)

ان کے متعلق اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں ” کان صحيح الحديث حسن الروايه كثير السماع ما كان بخراسان اكثر حديثا عنه “^۴ انہوں نے بہت سی کتابوں کو مدون کیا۔ ابن الندیم فرماتے ہیں ” وله من الكتب ، كتاب السنن في الفقه ، كتاب المناقب ، كتاب الناسخ والمنسوخ “^۵

حفص بن عبد اللہ بن راشد السلمی ابراہیم کے کاتب تھے انہوں نے ابراہیم سے ایک کتاب نقل کی۔ حفص کے بعد ان کے بیٹے ” احمد “ اس سے روایت نقل کرتے تھے جس کی اصل کا پی د مشق کے کتب خانے میں اب تک محفوظ ہے۔^۶

۱۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۴ / ۲۵۱

۲۔ ۳۔ ایضاً ” ۲ / ۴۴۲-۴۴۱

۴۔ ایضاً ” ۱ / ۱۲۹

۵۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۳۳۳

۶۔ Dr. M.M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 138-139

بحوالہ کتب خانہ ظاہریہ ، د مشق

۴۸۔ عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابوسلمہ المشعون (۱۰۰ — ۱۶۴)

بغداد کے بہت سے شاگردوں نے ان سے حدیثیں لکھیں — اس کے علاوہ خود ان کے پاس کئی کتابیں تھیں — ابن حجر فرماتے ہیں ” فلما قدم بغداد كتبوا عنه ، وقال احمد بن كامل لعبد العزيز كتب مصنفه في الاحكام يروى عنه “^۱
 ۴۹۔ سليمان المغيره القيسي (۹۰ — ۱۶۵)

حضرت مغيرہ حسن بصری (متوفی ۱۱۰ ہ) سے حدیثیں نقل کرتے تھے — ان سے ابوداؤد الطیالسی نے حدیثیں لکھیں — ابن حنبل کے پاس یہ کتاب موجود تھی^۲ —

۵۰۔ قيس بن ربيع الاسدي (۱۰۰ — ۱۶۷)

انہوں نے کئی کتابیں لکھیں — ابن حجر فرماتے ہیں ” عن قيس بن الربيع وضعوا في كتابه عن ابي هاشم الرماني حديث ابي هاشم اسمعيل بن كثير عن عاصم بن لقيط في الوضوء “^۳ حضرت ابوالوليد نے چھ ہزار حدیثیں لکھیں — ابوالولید کہتے تھے ” کتبت عن قيس بن الربيع ستة آلاف حديث هي احب الي من ستة آلاف دينار “^۴ —

۵۱۔ سميد بن بشير الارزي (۷۹ — ۱۶۸)

انہوں نے کئی کتابیں لکھیں — ابن حجر فرماتے ہیں ” هذا شيخ يكتب حديثاً^۵

۱۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۶ / ۳۴۴ ، ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۱ / ۲۰۱ —
 ۲۔ Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. ۱۷۱ —

بحوالہ ابن حنبل ، العلل ومعرفہ الرجال ۱ / ۴۵ (مخطوۃ) استنبول —

۳۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۸ / ۳۹۳

۴۔ ایضاً ۸ / ۳۹۵

۵۔ ایضاً ۴ / ۱۰

۵۲۔ حماد بن سلمہ (۸۲—۶۲ ھ)

دور اول کے جامعین حدیث میں سے ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں " وہو اول من صنف التمانیف مع ابی عروبہ " ^۱ ابن الندیم فرماتے ہیں " ولہ من الکتب کتاب السنن " ^۲ ابن عاصم، ان کے شاگرد " کہتے ہیں " کتبت عن حماد بن سلمہ بضعة عشر الف حدیث " ^۳

۵۳۔ معاویہ بن سلام الحبشی (۹۵—۱۷۰ ھ)

انہوں نے حضرت نافع اور امام زہری سے حدیثیں لکھیں۔ ان کے پاس کئی کتابیں بھی تھیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں " قال ابو زرعة الدمشقی عرفت علی احمد حدیثا قال من یروی هذا قلت معاوی بن سلام محدث اهل الشام وهو صدوق الحدیث ومن لم یکتب حدیثه مسنده و منقطعه حتی یعرفه فلیس بصاحب حدیث " ^۴

۵۴۔ نجیح بن عبد الرحمن السندی (۹۰—۱۷۰ ھ)

بنی مخزوم کی ایک خاتون کے کاتب تھے ^۵ انہوں نے مغازی پر ایک کتاب تیار کی۔ امام ذہبی فرماتے ہیں " وقال احمد بن حنبل کان بصیرا بالمغازی " ^۶

۵۵۔ زہیر بن معاویہ (۱۰۰—۱۷۴ ھ)

حدیثیں لکھنے کے ساتھ ساتھ جب وہ ایک حدیث کو دوبارہ سنتے تو اس پر نشان لگاتے جاتے اور یہ اس بات کی علامت ہوتی کہ اس جگہ کام ختم ہو گیا ہے۔

۱۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ۱/ ۱۹۰

۲۔ ابن الندیم، ص ۳۳۱

۳۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ۱/ ۱۹۰

۴۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۱۰/ ۲۰۹

۵۔ ذہبی، تذکرہ الحفاظ ۱/ ۲۱۶

۶۔ ایضاً

امام ذہبی فرماتے ہیں ”کان زہیرا اذا سمع الحديث من الشيخ مرتين كتب عليه فرغت“^۱

۵۶۔ عبد اللہ بن سالم الاشعری (۱۱۰ — ۱۷۹ھ)

عبد اللہ بن ابراہیم کے پاس ان کی کتابیں تھیں — ابن حجر فرماتے ہیں ” قال ابن حاتم محمد بن عوف عنه فقال كان شيخا صريحا لا نحفظ و كنا نكتب من نسخه ابن سالم “^۲ لیکن انہیں کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتابیں ضایع ہو گئی تھیں ” وقال ابو حاتم ذ کر عنه سمع كتب عبد الله بن سالم الا انه ذهبت كتبه “^۳ امام ابوداؤد نے ان کی کتاب حصہ میں دیکھی تھی —^۴

۵۷۔ عبد الرحمن بن ابوالزناد (۱۰۰ — ۱۷۴ھ)

انہوں نے کئی کتابیں مدون کیں — ابن النديم فرماتے ہیں ” وله من الكتب ، كتاب الفرائض ، كتاب راي الفقهاء السبعة من اهل المدينة وما اختلفوا فيه “^۵ ان کے شاگرد ان کے سامنے کتابیں پڑھتے اور حدیثیں لکھتے تھے —^۶

۵۸۔ مالك بن انس (۹۳ — ۱۷۹ھ)

حدیث کے مستند عالمون میں شمار ہوتا ہے — علماء ان سے راویوں کی تصدیق کی سند لیا کرتے تھے — یعنی اگر امام مالک نے ان سے لکھا تو وہ بھی لکھتے ورنہ چھوڑ دیتے — امام عیینہ فرماتے ہیں ” انما كنا نتبع اثار مالك

۱۔ ذہبی ، تذکرہ الحفاظ ۲۱۵ / ۱

۲، ۳۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۱۰۹ / ۶

۴۔ Dr. M. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 112

بحوالہ ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۸۲

۵۔ ابن النديم ، فہرست ص ۳۲۹

۶۔ Dr. M. M. Azmi STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 116

بحوالہ ابن سعد ۳۰۸ / ۵

ونظروا الى شيخ ان كتب عنه والا تركناه " ^۱ امام مالك ابنه شاگرد ون کی کتابون کی تصحیح بھی کرد یا کرتے تھے ^۲ ان کی لکھی ہوئی کتاب " موطا " جو آج بھی بہت مشہور ہے اور برابر چھپتی رہی ہے لاکھوں لوگوں نے اس سے استفادہ کیا ہے۔
۵۴۔ حفص بن سلیمان الاسدی (۹۰ — ۱۸۰ھ)

انہوں نے علماء و محدثین کی کتب سے حدیثیں نقل کیں اور ان کو اپنے پاس رکھا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں " وکان یاخر کتب الناس فینسخها " ^۳
 انہوں نے شعبہ سے ایک کتاب بطور عاریہ حاصل کی تھی اور پھر اسے انہوں نے واپس نہیں کیا۔ شعبہ کہتے ہیں " اخذ منی کتابا فلم یرده " ^۴
۶۰۔ عبد اللہ بن مبارک (متوفی ۱۸۱ھ) ^۵

عبد اللہ بن مبارک اپنے زمانے کے بڑے مشہور محدث ہیں ان کے پاس کئی کتابیں تھیں انہوں نے خراسان میں احادیث جمع کرنے کے کام میں سبقت حاصل کی ^۱
 ابن الندیم فرماتے ہیں " وله من الکتب ، کتاب السنن ، کتاب التفسیر ، کتاب التاریخ ، کتاب الزهد ، کتاب البر والصلہ " ^۲
۶۱۔ ہشیم بن بشیر الواسطی (۱۰۴ — ۱۸۳ھ)

انہوں نے بہت سی کتابوں کو مدون کیا۔ ابن حبان فرماتے ہیں " وجمعه

۱۔ ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۹/۱۰
 ۲۔ Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P.148

بحوالہ ابن وہب ، جامع
 ۳۔ ذہبی میزان الاعتدال ۱/۲۶۱
 ۴۔ ابن الندیم فہرست ص ۳۳۳
 ۵۔ فاروق احمد خان ، حدیث کا تارف ص ۱۴۸
 ۶۔ ابن الندیم ، فہرست ص ۳۳۳

الآخبار حتى حفظ و نصف و ذکر و حدث و نشر و بث" ^۱ ابن حجر فرماتے ہیں
 " کان عند ہشیم عشرون الف حدیث " ^۲ ابن الندیم نے ان کی کتاب السنن فی الفقہ
 کتاب التفسیر ، کتاب القراءات کا تذکرہ کیا ہے " ^۳

۶۲- ابراہیم بن محمد بن ابویحییٰ الاسلمی (۱۰۵ — ۸۴ھ)

انہوں نے امام زہری ، ابن المنکدر اور صفوان بن سلیم وغیرہ سے
 حدیثیں نقل کیں - انہوں نے " موطا " تیار کی جو موطا امام مالک سے بڑی تھی -
 امام ذہبی فرماتے ہیں " ما کان ابن ابی یحییٰ فی وزن من یضع الحدیث و کان من
 اوعیہ العلم و عمل موطا کبیر " ^۴ ان کے پاس اس کتاب کے علاوہ اور بھی کئی نسخے
 تھے ^۵

۶۳- ابراہیم بن سعد (۱۰۸ — ۸۴ھ)

انہوں نے اپنے والد اور امام زہری وغیرہ سے احادیث نقل کیں - انہوں
 نے (مغازی کی حدیثیں خارج کر کے) سترہ ہزار حدیثیں ابن اسحاق سے نقل کیں ^۶
 امام ذہبی فرماتے ہیں " وقال ابوداؤد و سمعت احمد یسال عن حدیث ابراہیم
 بن سعد عن ابیہ عن انس مرفوعا الاثمہ من قریش فقال لیس هذا فی کتاب ابراہیم
 بن سعد " ^۷ شعبہ اپنے شاگرد وں سے کہا کرتے تھے کہ ابراہیم کی کتاب سے حدیثیں
 نقل کریں ^۸ ان سے حدیثیں لکھنے والوں میں احمد بن حنبل اور دوسرے اہم حضرات

۱- ابن حبان ، مشاہیر ص ۷۷ ا

۲- ابن حجر ، تذکرہ الحفاظ ۱ / ۲۳۹

۳- ابن الندیم ، فہرست ۳۳۲

۴- ذہبی ، تہذیب التہذیب ۱ / ۱۵۹

۵- Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 137

بحوالہ ذہبی ، میزان الاعتدال ۱ / ۵۹

۶- ذہبی ، میزان الاعتدال ۱ / ۱۷

۷- ایضا -

۸- Dr. M. M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE P. 137

- بحوالہ ابن عدی ، الکامل ۱ / ۸۸ (ایر) مخطوطہ - استنبول -

شامل ہیں۔^۱

ان کی غزوات پر لکھی ہوئی حدیثوں کے متعلق یہ واضح نہیں کہ ان کو ان کے والد نے لکھا تھا یا ابن اسحاق نے۔ ان کتب کے علاوہ اور بھی حدیث کی کتابیں انہیں سے منسوب ہیں۔^۲

۴۴۔ عباس ابن الفضل الانصاری (۱۰۵—۱۸۶ھ)

ان کے پاس قواعد قرائہ قرآن پر مشتمل احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں "وقال ابن عدی قرأ علینا ابراہیم بن علی العمری بالموصل عن عبد الغفار بن عبد اللہ الموصلی عن العباس بن الفضل الانصاری قراءۃ التي صنفها کتاب کبیر و فیہ حدیث کثیر"۔^۳

۴۵۔ جریر بن عبد الحمید (۱۱۰—۱۸۸ھ)^۴

دور اول کے جامعین حدیث میں سے ہیں ان کے پاس مکمل کتابیں تھیں۔^۵
۴۶۔ علی بن مسهر القرشی (۸۵—۱۸۹ھ)

انہوں نے حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ (متوفی ۱۰۴ھ) سے روایات نقل کیں۔ ان کے پاس مکمل کتابیں تھیں۔ ابن حجر فرماتے ہیں "وقال العجلی ایضا"

Dr. H. M. Azmi, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE, 137-1

۲۔ ایضا

۳۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۴/۲۷۱

۴۔ ذہبی، میزان الاعتدال، ابن حجر، تہذیب التہذیب ۲/۷۵

۵۔ ایضا۔

صاحب سنہ ثقہ فی الحدیث ثبت فیہ صالح الکتاب کثیر الروایہ "۱ لیکن ابن حجر کی ایک دوسری روایت سیر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتابیں نایع ہو گئیں " قال نعیر کان قد د فن کتبہ "۲

۴۷ ابراہیم بن محمد بن حارث الفزاری (۱۰۰—۱۲۸ھ)

انہوں نے ابواسحاق الصبی (متوفی ۱۲۴ھ) اور دوسرے علماء سے حدیثوں کو نقل کیا ۔ ابن حجر فرماتے ہیں " وابتدا " فیہ کتابہ الحدیث وهو ابن (۲۸) سنہ "۳ ان کے پاس کتابیں تھیں جنہیں امام شافعی نے دیکھا اور پھر انہوں نے بھی فزاری کے طرز پر انہی کتاب تیار کی ۔ ابن حجر فرماتے ہیں " وهو صاحب کتاب السیر نظر فیہ الشافعی واملی کتابا علی ترتیبہ ورضیہ ، وقال الحمیدی قال لی الشافعی لم یصنف احد فیہ السیر مثله "۴

انہیں کی ایک کتاب " کتاب السیر " ابھی تک فیز (FEZ) کی لائبریری میں محفوظ ہے ۔ جسے محبوب بن موسیٰ ، معاویہ بن عمر و العضدی ، مسیب بن واضح نے بیان کیا ہے ۔^۵

ابن الندیم کے مطابق ابراہیم پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں " اصطراب " (ASTROLABE) پر ایک کتاب لکھی ^۶ ابن حجر فرماتے ہیں —

۱- ابن حجر ، تہذیب التہذیب ۷ / ۳۸۴

۲- ایضاً "

۳- ایضاً " ۱ / ۱۵۳

۴- ایضاً " ۱ / ۱۵۲

Dr. M.M. AZMI, STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P. 136-5

۵- ابن حجر، تہذیب التہذیب ۱ / ۱۵۳

و کذا النديم في الفهرست انه اول من عمل في الاسلام اطرلابا وله فيه تصنيف" ^۱

۴۸- اسمعيل بن عليه (۱۱۷ — ۱۹۳ هـ) ^۲

ان کړه پاسر کڼی کتابین تهین - ابن النديم نړۍ فرمایا " وله من الكتب

كتاب التفسير ، كتاب الظهاره ، كتاب الصلاه - كتاب المناسك " ^۳

۴۹- ابوبكر بن عياش (۹۶ — ۱۹۴ هـ)

انهون نړۍ بډی لمبی عمر پائی - وه حدیثون کی کتابت کیا کرتے تھے -

اور ان کړه پاسر ایک مکمل کتاب تھی - ابن حجر فرماتے ہیں " ان ابابکر اصح کتابا " ^۴

۷۰- ولید بن مسلم (متوفی ۱۹۴ هـ) ^۵

ابن النديم فرماتے ہیں " وله من الكتب ، كتاب السنن في الفقه ،

كتاب المغازی " ^۶

۷۱- محمد بن الفضيل بن غزوان الضبی (متوفی ۱۹۵ هـ) ^۷

انهون نړۍ کڼی کتابین لکھین - ابن النديم نړۍ ان کی کتابون کا تذکرہ

کرتے ہوئے فرمایا " وله من الكتب ، كتاب الظهاره ، كتاب الصلاه ، كتاب المناسك ،

۱- ابن حجر ، تهذيب التهذيب / ۱۵۳

۲- ابن النديم ، فهرست ص ۳۱

۳- ابن حجر ، تهذيب التهذيب / ۱۲ / ۳۵

۴- ابن النديم ، فهرست - ص ۳۳۲

۵- ايضاً ص ۳۳۰

کتاب الزکوہ علی ترتیب کتب الفقہ الی آخرہ ، و يعرف بکتاب السنن ایضا ،
کتاب التفسیر ، کتاب الزہد ، کتاب الصیام ، کتاب الدعاء^۱

۷۲- وکیع ابن الجراح (متوفی ۱۹۷ھ)^۲۔

قال ابن النديم " وله من الكتب ، کتاب السنن "۔^۳

۷۳- اسحاق الارزق (متوفی ۱۹۵ھ)^۴۔

قال ابن النديم ، وله من الكتب ، کتاب المناسک ، کتاب الصلاه ،

کتاب القراءات "۔^۵

۷۴- سفیان بن عیینہ (۱۰۷-۱۹۸ھ)۔

انہوں نے پندرہ سال کی عمر سے حد یثین لکھنا شروع کیں^۶ اور انہوں

نے ابویوب شوکانی ، امام زہری اور عمرو بن دینار وغیرہ سے حد یثین لکھیں۔^۷

ان کی حد یثون کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ لک بھکسات ہزار تھیں۔

لیکن کوئی کتاب نہ تھی^۸۔

۱- ابن النديم ، فہرست ص ۳۳۰

۲- ۳- ایذا " ص ۳۳۱

۴، ۵- ایذا " ص ۳۳۳

۶- Dr. M. M. AZMI. STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. P169-7

بحوالہ صحیح بن خثیمہ ۳ / ۱۴۲ (اے) مخطوطہ -

۷- ایذا "

۸- ایذا " بحوالہ خلیب بغدادی ، تاریخ بغداد ۹ / ۱۷۹

کتابیات

- ۱- ابن الاثیر الجزری ، علی بن محمد ، اسد الغابہ فی معرفہ الصحابہ ، طهران ۱۳۴۲ھ
- ۲- ابن جوزی ، الوفا باحوال المصطفی ، قاہرہ ۱۹۶۶ء
- ۳- ابن حبان البستی ، مشاہیر علماء الامصار ، قاہرہ ۱۹۵۹ء
- ۴- ابن حجر ، احمد بن علی ، فتح الباری ، شرح بخاری ، مصر ۱۳۰۱ھ
- ۵- ابن حجر ، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ، قاہرہ ۱۹۳۹ء
- ۶- ابن حجر ، تہذیب التہذیب ، حیدرآباد دکن - ۱۳۲۶ھ
- ۷- شرح نخبہ الفکر فی مصطلح اہل الاثر ، مصر ۱۹۳۴ء
- ۸- ابن حنبل ، احمد بن محمد ، المسند ، مصر ۱۹۳۴ء
- ۹- ابن سعد ، الطبقات الکبری ، بیروت ۱۹۵۸ء
- ۱۰- ابن صلاح ، علوم الحدیث المعروف بہ مقدمہ ابن صلاح - دیوبند ۱۹۷۶ء
- ۱۱- ابن عبد البر ، یوسف بن عبد اللہ ، الاستیعاب فی معرفہ الاصحاب ، قاہرہ ۱۳۲۷ھ
- ~~۱۲- ابن عبد اللہ ،~~
- ۱۲- ابن عبد البر ، جامع بیان العلم و فضلہ ، قاہرہ ۱۹۷۵ء
- ۱۳- ابن قیم ، المنار المنیف فی الصحیح والضعیف ، بیروت ۱۹۷۰ء
- ۱۴- ابن ندیم ، الفہرست - قاہرہ ۱۳۴۸ھ
- ۱۵- ابن ماجہ ، سنن ابن ماجہ - مصر ۱۹۵۲ء
- ۱۶- ابوداؤد ، سنن ابوداؤد - کانپور ۱۹۵۵ء
- ۱۷- بخاری ، الجامع الصحیح - دہلی ۱۳۵۷ء
- ۱۸- بخاری ، التاريخ الكبير - حیدرآباد دکن ۱۳۶۱ھ
- ۱۹- ترمذی ، شمائل ترمذی - دہلی ب ت
- ۲۰- جمال الدین قاسمی ، قواعد التحدیث - دار احیاء الکتب العربیہ ۱۹۶۱ء
- ۲۱- حمید اللہ ، الوثائق المیاسیہ - بیروت ۱۹۶۹ء
- ۲۲- حمید اللہ ، (ایڈیٹر) ، صحیفہ ہمام بن منبہ - حیدرآباد ۱۹۷۹ء
- ۲۳- حمیدی ، مسند حمیدی ، حیدرآباد - ۱۹۶۳ء
- ۲۴- خلیب بغدادی ، الکفایہ فی علم الدرایہ - حیدرآباد ۱۳۵۷ھ
- ۲۵- تقييد خلیب بغدادی ، تقييد العلم ، دمشق ۱۹۴۹ء
- ۲۶- خلیب بغدادی ، تاریخ بغداد ، بیروت ب ت

- ۲۷- دارمی ، مسند دارمی - کانپور
 ۲۸- زکریا ہاشم زکریا - المستشرقون والاسلام - قاہرہ
 ۲۹- ذہبی ، محمد بن احمد ، تذکرہ الحفاظ - حیدرآباد -
 ۳۰- ذہبی ، محمد بن احمد ، میزان الاعتدال - مصر
 ۳۱- ذہبی ، محمد بن احمد ، سیر اعلام النبلاء - قاہرہ
 ۳۲- سباعی مصطفیٰ ، السنہ و مکاتبات فی التشریع الاسلامی - قاہرہ
 ۳۳- صبحی الصالح ، علوم الحدیث و مصطلحہ - بیروت
 ۳۴- مسلم بن الحجاج القشیری ، صحیح مسلم - دہلی
 ۳۵- نجیب عقیقی ، المستشرقون ، مصر
 ۳۶- یعقوبی ، تاریخ یعقوبی - بیروت

ارد و کتب

- ۳۷- حکیم عبدالشکور ، حدیث کی تدوین عہد صحابہ اور تابعین میں - ملتان
 ۳۸- خالد علوی ، حفاظت حدیث ، لاہور
 ۳۹- ادارہ دانشگاه پنجاب ، انسائیکلوپیڈیا اسلام ، لاہور
 ۴۰- سرسید احمد خان ، خطبات احمدیہ ، مطابع نولکشور اسٹیم پریس
 ۴۱- شاہ عبدالعزیز ، بستان المحدثین ، (ارد و ترجمہ) ، کراچی
 ۴۲- شاہ ولی اللہ ، ازالہ الخفاء ، (ارد و ترجمہ) ،
 ۴۳- شاہ ولی اللہ ، حجة الله البالغہ - دیوبند -
 ۴۴- شبلی نعمانی ، الفاروق - اعظم گڑھ
 ۴۵- شبلی نعمانی ، سیرت النبیؐ - اعظم گڑھ
 ۴۶- عبدالسلام قدوائی ، حدیث نبویؐ کے اولین صحیفے - ادارہ تعلیمات لکھنؤ
 ۴۷- فضل احمد غزنوی ، صحیح مقام حدیث - لاہور
 ۴۸- محمد فاروق خان ، حدیث کا تعارف - دہلی -

- ۴۹۔ محمد ذکی ، مغربی تہذیب کا آغاز و انجام ۔ علی گڑھ
 ۱۹۷۱ء
 ۵۰۔ محمد اقبال (مرتب) ، نقوش رسولؐ نمبر - لاہور
 ۱۹۸۳ء
 ۵۱۔ مناظر احسن گیلانی ، تدوین حدیث - دیوبند
 ۱۹۸۳ء

انگریزی کتب

1. IGNAZ GOLD ZIHER. INTRODUCTION TO ISLAMIC THEOLOGY AND LAW. NEW JERSEY-
(GERMAN) - 1981.
2. IGNAZ GOLD ZIHER. MUSLIM STUDIES. LONDON. I. EDITION. - 1971.
3. JOSEPH SCHACHT. THE ORIGIN OF MOHAMMEDAN JURISPRUDENCE. OXFORD. I. EDITION
1950.
4. JOSEPH SCHACHT. AN INTRODUCTION TO ISLAMIC LAW. OXFORD. I EDITION. 1964.
5. M.M. AZMI. STUDIES IN EARLY HADITH LITERATURE. BEIRUT. II EDITION. 1978.
6. ARSHAD MASOOD. REFUTATION OF SCHACHT'S ANTI-HADITH VIEWS. NIGERIA. Unty.
7. A. QUILLAUME. THE TRADITION OF ISLAM. OXFORD. 1924.
8. SIR WILLIAM MUIR. LIFE OF MOHAMMAD EDINBURAH. 1923
9. ZUBYR SIDDIQI. HADITH LITERATURE CALCUTTA. 1961